ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
نومبر 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 11

اے دل! تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار

مظلوم اور معصوم فلسطینی مسلمانوں کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے ایک مرتبہ پھر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ حماس اور اسرائیل کی جنگ اور اس کے نتیجے میں معصوم فلسطینیوں بشمول عورتوں اور بچوں کی شہادتیں بڑھتی جارہی ہیں۔

جنگ کے حالات جس تیزی سے شدّت اختیار کر رہے ہیں اور اسرائیلی حکومت اور بڑی طاقتیں جس پالیسی پر عمل پیرا ہیں اس سے عالمی جنگ اب سامنے نظر آرہی ہے۔ بعض اسلامی ممالک کے سربراہان، روس، چین اور بعض مغربی تجزیہ نگاروں نے بھی اب تو یہ کھل کر کہنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کہ اس جنگ کا دائرہ اب وسیع ہوتا نظر آرہا ہے اور اگر فوری طور پر جنگ بندی کی پالیسی نہ اپنائی گئی تو دنیا کی تباہی ہے۔ سب کچھ خبروں میں آرہا ہے، آپ سب کے سامنے ساری صورتِ حال ہے اس لیے احمدیوں کو دعاؤں پر زور دینا چاہیے۔

ہر نماز میں ایک سجدہ یا کم از کم کسی ایک نماز میں ایک سجدہ تو ضرور اس کے لیے ادا کرنا چاہیے، اس میں دعا کرنی چاہیے مغربی دنیا کا خواہ کسی بھی ملک کا سربراہ ہو وہ اس معاملے میں انصاف سے کام نہیں لینا چاہتا۔ احمدی ان بحثوں میں نہ پڑیں کہ کس ملک کا سربراہ اچھا ہے یا اچھا نہیں ہے۔ جب تک کوئی جرأت سے جنگ بندی کی کوشش نہیں کرتا وہ دنیا کو تباہی کی طرف لے جانے کا ذمہ دار ہے۔

پس اپنے ماحول میں دعاؤں کے ساتھ اس بات کو پھیلانے کی کوشش کریں کہ ظلم کو روکو۔ اگر کسی احمدی کے کسی کے ساتھ تعلقات ہیں تو انہیں سمجھائیں۔ اسرائیلی کہتے ہیں کہ حماس نے ہمارے معصوم شہریوں کو مارا ہے اس لیے ہم اس کا بدلہ لیں گے۔ مگر یہ بدلہ اب ساری حدیں پار کر گیا ہے۔ اسرائیلی جانوں کا جس قدر نقصان بیان کیا جاتا ہے اس کے بالمقابل اس سے چار پانچ گنا زیادہ فلسطینی معصوم جانوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ اگر حماس کو ختم کرنے کا ٹارگٹ ہے تو ان سے دوبدو جنگ کریں۔ عورتوں اور بچوں کو کیوں نشانہ بنا رہے ہیں۔ اسی طرح پانی، خوراک اور علاج سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ حقوقِ انسانی اور جنگی اصولوں کے ان حکومتوں کے تمام دعوے یہاں آکر ختم ہو جاتے ہیں۔

ہاں! بعض لوگ اس طرف توجہ دلاتے ہیں جیسے سابق امریکی صدر باراک اوباما نے گذشتہ دنوں کہا تھا کہ اگر جنگ کرنی ہے تو جنگی اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے، معصوم شہریوں پر ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل صاحب بھی بولے تھے۔ اس پر اسرائیلی حکومت نے شور مچا دیا تو عالمی طاقتوں کے سربراہان جو خود کو امن کا بڑا چیمپئن سمجھتے ہیں وہ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی تائید میں کچھ نہیں بولے، بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ بہرحال حالات خراب ہیں اور خراب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ مغربی میڈیا ایک طرف کی خبریں بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور دوسری طرف کی ایک کونے میں چھوٹی سی خبر دیتا ہے۔ مثلاً گذشتہ دنوں رہائی پانے والی ایک عورت نے کہا کہ مجھ سے قید میں بہتر سلوک ہوا تو اس کی خبر تو ایک کونے میں چلی گئی، مگر جو یہ بیان تھا کہ حماس کی قید ایک جہنم تھی اسے مستقل بڑی خبر بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ سب صورتِ حال سامنے رکھی جائے اور پھر دنیا کو اپنا فیصلہ کرنے دیا جائے۔ پس اس صورتِ حال میں ہمیں دعاؤں کی طرف بہت زور دینا چاہیے۔ اپنے دائرے میں دعا کے ساتھ کوشش بھی کرنی چاہیے۔ مسلمان مظلوموں کے لیے دعا کریں اور مسلمان حکومتوں کی طرف سے ایک جامع اور دیرپا منصوبہ بندی بنائے جانے کے لیے بھی دعا کریں۔ مسلمانوں کی تکالیف دُور ہونے کے لیے ہمیں ایک خاص درد محسوس کرنا چاہیے۔ ہم تو اس مسیح موعود کے ماننے والے ہیں، کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ان سے تکالیف پہنچتی رہتی ہیں آپ اپنے فارسی شعر میں اپنے جذبات کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ اے دل! تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ، آخر وہ میرے پیغمبر کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم مسلمانوں کے لیے خاص دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 اکتوبر 2023ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توبۃ النّصوح

ہر قسم کی غلطیوں سے پاک تو صرف اور صرف خدا کی ذات ہے۔ انسان کی فطرت میں جلد بازی ہے جس کی وجہ سے بہت سے مواقع پر غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ مقولہ بھی مشہور ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو بھی انسان کی اس کمزوری کا علم ہے، اس لئے اس نے اس کا علاج بھی اپنے پاک کلام میں بتا دیا اور وہ توبہ اور سچے دل سے توبہ۔

یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار اور کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور توبہ کرنے والوں کو تسلّی دی ہے کہ توبہ کرنے کے نتیجہ میں ان کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے لیکن یہ توبہ محض رسمی اور لفظی نہیں ہونی چاہئے بلکہ سچی، پکی اور خالص توبہ جس کا نام خدا نے توبۃ نصوح رکھا ہے۔ ایسی توبہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ عظیم الشان ثمرات اور برکات کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بعید نہیں کہ تمہارا ربّ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسی جنّتوں میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں، جس دن اللہ نبی کو اور ان کو رُسوا نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔ ان کا نور ان کے آگے بھی تیزی سے چلے گا اور ان کے دائیں بھی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (سورہ تحریم:10)

حضرت نبی کریم ﷺ نے اس مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ توبہ کرے تو خدا تعالیٰ اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی اونٹنی صحرا میں گم ہو جانے کے بعد اچانک مل جائے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام توبۃ النصوح کی تشریح یوں فرمائی ہے:

’’انسان کو چاہیئے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے۔ توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں صرف الفاظ ایک قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے پھرو بلکہ فرمایا خدا کی طرف رجوع کرو جیسا رجوع کرنے کا حق ہے‘‘۔ (الحکم مورخہ 14 جنوری 1908ء)

اس توبۃ النصوح کا ایک بہت بڑا ذریعہ استغفار ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت زیادہ استغفار پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور یہ سامنے رکھتے ہوئے استغفار پڑھنی چاہیے کہ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی کئی مواقع پر یہ مضمون بیان فرما چکے ہیں۔ ابھی چند ماہ قبل ماہِ اگست کے ایک خطبہ جمعہ میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے بڑی تفصیل سے ہمارے سامنے رکھا اور ہمیں استغفار کی حقیقت سمجھائی اور ہر لحظہ حالت استغفار میں رہتے ہوئے اپنے اعمال و کردار کی حفاظت کے سامان کرنے ضرورت پر زور دیا۔ حضور انور نے مختلف امور کے ساتھ ساتھ یہ نصیحت بھی فرمائی کہ ”آج کل دنیا کے حالات کو بھی سامنے رکھ کر ہمیں بہت استغفار کرنی چاہیے“

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مضمون سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1445 ہجری قمری | نومبر 2023ء | جلد نمبر 24 | شمارہ نمبر 11 | نبوت 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام

05 تبرّکات: تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

06 نظم: نعرۂ اِنَّا ظَلَمْنَا سُنّتِ اَبرار ہے

07 خطبہ جمعہ: جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء راہنمائی اور نیک تاثرات

17 جماعت احمدیہ جرمنی کا مستقبل اور ہماری ذمہ داریاں

20 تعارف کتب: گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟

21 نُورِ ہدایت

24 تاریخ جرمنی

25 فلسطین اسرائیل تنازعہ اور جماعت احمدیہ کا کردار

31 منظوم کلام: فلسطینی مسلمانوں کے نام!

33 ’’گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب‘‘

39 جماعتی سرگرمیاں: جرمنی میں مساجد کے دروازے کھلے رکھنے کا دن

40 کتابوں کی شہرہ آفاق 75ویں عالمی نمائش

42 دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

43 حالاتِ حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں

44 جماعتی سرگرمیاں: جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

45 یادِ رفتگان: محترم پروازی صاحب کی یاد میں

48 اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

07

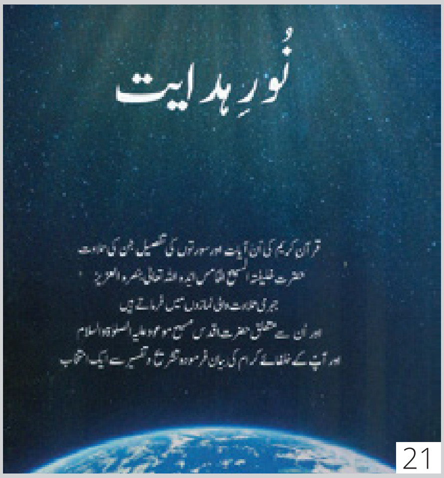

21

04

17

گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے
20

40

32

25

43

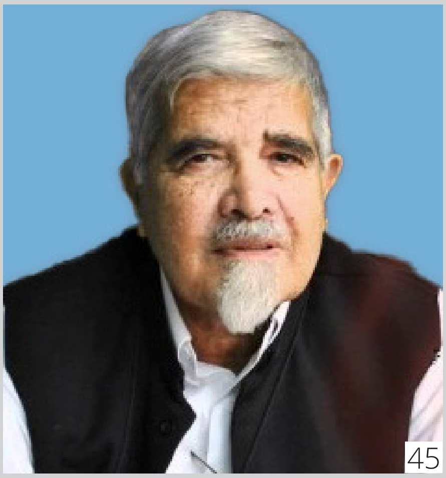
45

42

قال اللہ جلّ جلالہٗ

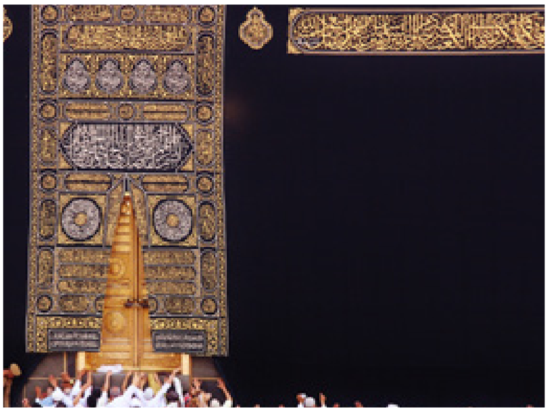

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

(النور:32)

اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰہ یَقۡبَلُ تَوۡبَةَ الۡعَبۡدِ مَا لَمۡ یُغَرۡغِرۡ

(سنن الترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کر لیتا ہے جب تک بندے پر غرغرہ کی حالت طاری نہ ہو۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

پس اُٹھو! اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے... سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو۔ اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے یعنی طاعون کے زور کا دن جس کی نبیوں نے خبر دی ہے۔ تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 174)

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بداعمالیاں حد سے گزر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔ جب خدا تعالیٰ کسی پرفضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے، تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبّت کا القاء کر دیتا ہے، لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گزر جاتا ہے، اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں، مگر جونہی وہ توبہ واستغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے، تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبّت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 272-271 ایڈیشن 2022ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’اس سے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کر چکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کر دے اس کی تریاق، توبہ کا فکر کرو۔ اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ اس نے کنفیشن (Confession) جیسی گندی تعلیم نہیں دی کہ پوپ کے سامنے انسان اپنی تمام بدیوں اور بدکاریوں کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام نے اس کے بالمقابل توبہ کا پاک مسئلہ رکھا ہے جس میں انسان اپنے مولیٰ کریم کے حضور اپنے دردوں کا اظہار کرتا ہے اور خاص اسی کے حضور کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے ملائکہ تک کو اس میں شرکت کا موقع نہیں دیتا‘‘۔

(الحکم 31 مئی 1904ء صفحہ 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’توبہ کا مفہوم یہ ہے (1) گذشتہ گناہوں پر ندامت۔ یہ حالت دل میں پیدا ہو۔

(2) جو فرائض ادا کرنے سے رہ گئے ہوں وہ ادا کرے مثلاً حج رہ گیا ہے وہ کرے۔ مگر نماز ایک ایسا فرض ہے کہ وہ رہا ہوا پھر پورا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے استغفار ہی ہے۔

(3) جو گناہ خدا نے چھپائے ہوئے ہوں یعنی جن پر خدا تعالیٰ نے پردہ ڈالا ہوا ان کے علاوہ جس جس کے گناہ یاد ہوں اس سے معافی مانگے۔

(4) جن کو اس سے نقصان پہنچ چکا ہو ان کو فائدہ پہنچائے یعنی ان سے حسنِ سلوک کرے۔

(5) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

(6) نفس کو نیکی کی طرف راغب کرے۔

یہ توبہ کی شرطیں ہیں ان کو بجالائے تب توبہ حقیقی توبہ کہلا سکے گی اور منظور ہوگی۔

(منہاج الطالبین۔ انوارالعلوم جلد 9 صفحہ 234)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’پس استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع یہ دو باتیں اصولی طور پر ایسی ہیں جن کے نتیجہ میں خدائے قریب ومجیب کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تمام بدیوں سے رکنے کی طاقت استغفار سے ملتی ہے اور طاقت حاصل کرنے کے بعد ہر قسم کی نیکیاں بجالانے کی کوشش ’’توبہ‘‘ کے اندر آتی ہے۔ پس فرمایا کہ اگر تم استغفار کا طریق اختیار کرو اور توبہ کی راہ پر گامزن ہو جاؤ تو اس کے نتیجہ میں تم اپنی زندگیوں میں یہ محسوس کرو گے کہ تمہارا ربّ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ہے۔ وہ محض قریب ہی نہیں کیونکہ قریب تو وہ ہر شے سے ہے بلکہ وہ مجیب بھی ہے‘‘۔ (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 535-534)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’استغفار کا معنی گناہوں سے بخشش کے معنوں میں بھی آتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عرفان کے نتیجہ میں اس معنی کو پایا اور ہمارے سامنے بیان کیا۔ وہ یہ نہیں ہے کہ محض معافی مانگی جائے بلکہ بخشش طلب کی جائے ایک خاص جذبہ کے ساتھ۔ ایسا جذبہ جو روح کی پنہائیوں تک اثر انداز ہونے والا ہو۔ ایسا جذبہ جو بعض دفعہ جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ایک ایسا جذبہ جس کے نتیجہ میں انسان کا وجود کانپنے لگے اور اس طرح اس کی بدیاں جھڑ جائیں جس طرح خشک پتے ہوا کے جھونکوں سے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اس کی نیکیاں قائم رہیں اور یہ ارادے دل سے بلند ہوں کہ آئندہ میں بدیوں کے قریب نہیں جاؤں گا اور استغفار ان معنوں میں انسان کرے کہ اے اللہ! مجھے بدیوں سے آئندہ محفوظ رکھنا اور میرے پچھلے گناہ معاف فرما دے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی بخشش فرما دیتا ہے‘‘۔ (خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 143)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات وخیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْا اِلَیْہِ کی حالت پیدا ہوگی۔ وہ حالت پیدا ہوگی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دُہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے‘‘۔

(خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 22، خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2012ء)

نعرۂ اِنّا ظَلَمْنَا سُنّتِ اَبرار ہے

نعرۂ اِنّا ظَلَمْنَا سُنّتِ اَبرار ہے
زہر مُنہ کی مت دکھاؤ، تم نہیں ہو نسلِ مار

جسم کو مَل مَل کے دھونا، یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

بحث کرنا تم سے کیا حاصل، اگر تم میں نہیں
رُوحِ انصاف و خدا ترسی، کہ ہے دیں کا مدار

کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہِ دنیا کے لئے
جاہِ دُنیا کب تلک، دُنیا ہے خود ناپائیدار

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو، رحمت کے ہو اُمیدوار

یہ بھی کچھ ایماں ہے یارو ہم کو سمجھائے کوئی
جس کا ہر میداں میں پھل حرماں ہے اور ذِلّت کی مار

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجّال ہے
مَیں تو خود رکھتا ہُوں اُن کے دیں سے اور ایماں سے عار

گر یہی دیں ہے جو ہے ان کے خصائل سے عیاں
مَیں تو اِک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

دن بُرے آئے، اکٹھے ہوگئے قحط و وبا
اب تلک توبہ نہیں، اب دیکھئے انجام کار

(انتخاب از درثمین ’مناجات اور تبلیغ حق‘)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء
راہنمائی اور نیک تاثرات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 8 ستمبر 2023ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ گذشتہ ہفتہ کامیابی سے منعقد ہوا۔ پس سب سے پہلے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں ایک وقفہ کے بعد وسیع پیمانے پر عام حالات کے مطابق جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس پر سب انتظامیہ کو بھی اور شاملین جلسہ کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کارکنوں کو اس بات پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دی۔ اسی طرح شاملین کو بھی ان کارکنوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے جلسے کے دنوں میں ان کی خدمت کی کوشش کی۔ اس وسیع انتظام میں اور نئی جگہ میں بہت سی کمیاں رہ گئی ہوں گی بلکہ رہیں اور بعض لحاظ سے بعض مہمانوں کو تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی ہوگی اور بعض باتیں جو مجھے پہنچی ہیں، تکلیفیں ہوئیں بھی، لیکن کیونکہ دینی مقصد کے لیے آئے تھے اس لیے عموماً مہمانوں نے کوئی شکوہ شکایت نہیں کیا لیکن میرے پتہ کرنے پر مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض انتظامات صحیح نہیں تھے۔ بعض تو مَیں نے خود محسوس کیے۔ جہاں تک کارکنوں کا تعلق ہے انہوں نے تو عموماً بڑی محنت سے اپنے فرائض انجام دیے۔ معاونین ہیں یا دوسرے کارکن ہیں، جہاں ان کی طرف سے کوئی کمزوریاں ظاہر ہوئیں یا اس شعبے میں کوئی کمزوری ظاہر ہوئی تو وہ عموماً ان کے افسران کی غلط ہدایات کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ اس لیے جہاں جہاں مہمانوں کو تکلیف ہوئی ہے وہاں جلسے کی انتظامیہ کے افسران بھی ذمہ دار ہیں اور امیر صاحب کو اس بات کو خاص طور پر نوٹ کرنا چاہیے، دیکھنا چاہیے، کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری بھی ہے۔ ان کو استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ کے لیے اپنی کمیوں کو اپنی سرخ کتاب میں لکھ کر اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس جگہ پر آئندہ وہ بہتر انتظام کر بھی سکتے ہیں کہ نہیں یا کہیں اَور انتظام کیا جائے۔ عمومی طور پر بعض مشکلات کا بعض دفعہ سامنا کرنا پڑا جو یہ ہیں۔ کسی نے مجھے لکھا کہ ایسکیلیٹر (escalator) خراب تھے، اوپر نیچے جانے میں دِقّت پیدا ہوئی۔ لفٹ کام نہیں کر رہی تھی، اس سے دقت پیدا ہوئی۔ رہائش تو دے دی لیکن غسل خانے کی بہت کمی تھی یا پانی کا انتظام صحیح نہیں تھا۔ کارلسروئے میں

جب انہوں نے جگہ لی تھی تو وہاں شروع میں یہ لوگ مجھے لے کر گئے تھے اور میں نے یہ دیکھا تھا اور وہاں انہیں توجہ دلائی تھی کہ غسل خانوں اور پانی کا انتظام بھی صحیح ہونا چاہیے۔ اسی طرح آواز کو میں نے وہاں مختلف جگہوں پہ کھڑے ہو کے چیک کیا تھا اور وہ ہال چھوٹے بھی تھے لیکن اس کے باوجود وہاں کمی نظر آ رہی تھی جس کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اور کچھ حد تک حل کر لیا گیا لیکن یہاں اس بات کو صحیح طرح سے دیکھا نہیں گیا۔ مجھے اس دفعہ اس جگہ کی تفصیل تو انہوں نے نہیں بتائی تھی، بس تعریفی رپورٹس بھجواتے رہے کہ یہ بہت اچھی جگہ ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ افسران کی غلط ہدایات کی وجہ سے سیکیورٹی والے بلاوجہ بعض روکیں ڈالتے رہے۔ عمومی طور پر تو انہوں نے اچھا کام کیا ہے لیکن بعض جگہ انفرادی طور پہ ایسی باتیں ہوئیں اور اسی وجہ سے لجنہ کو شکایت ہے کہ وہاں لجنہ کی طرف کھانا پہنچانے میں بھی دقّت پیدا ہوتی رہی۔

سیکیورٹی والوں کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا کام صرف روکنا نہیں بلکہ راہنمائی کرنا بھی ہے اور اس شعبہ کی ایک ایسی ٹیم ہونی چاہیے جو مہمانوں کو سہولت سے معیّن جگہ پر پہنچائے اور ان کے لیے سہولیات مہیا کرے۔

اسی طرح ٹرانسلیشن کے بارے میں لجنہ کی طرف سے پہلے دن دقّت کا سامنا کرنے کی رپورٹ ملی اور یہ مجھے لجنہ نے نہیں بتایا بلکہ ہمارے ایم ٹی اے کے ٹرانسلیشن کے شعبے نے بتایا ہے کہ صحیح طرح ٹرانسلیشن نہیں ہوتی رہی۔ بعد میں باہر سے آئی ہوئی بعض مہمانوں نے شکوہ کیا کہ ٹرانسلیشن نہ ہونے کی وجہ سے ہم خطبہ نہیں سن سکے۔ آواز کا مسئلہ مردانہ ہال میں خاص طور پر رہا اور اس کے لیے میں جلسہ کے دوران بھی انتظامیہ کو توجہ دلاتا رہا ہوں۔ افسر جلسہ سالانہ اور افسر جلسہ گاہ اور آواز کے شعبہ کے انچارج جو لوگ ہیں یہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ لوگ یہاں جلسہ سننے آتے ہیں۔ اگر ان کو اس کے سنانے کا صحیح انتظام نہیں تو پھر جلسے کا فائدہ کیا ہے! باقی انتظامی معاملوں میں تو کمیاں برداشت ہو جاتی ہیں لیکن جلسہ سننے کے انتظامات میں کوئی کمی برداشت نہیں ہو سکتی۔

لوگ یہاں جلسہ سننے آتے ہیں۔ اگر ان کو اس کے سنانے کا صحیح انتظام نہیں تو پھر جلسے کا فائدہ کیا ہے!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی میلہ نہیں ہے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395) جہاں لوگ جمع ہو جائیں اور نہ میرا مقصد لوگوں کو اس طرح اکٹھا کرنا ہے کہ لوگوں کو اپنی برتری بتاؤں۔ لیکن آواز نہ آنے کی وجہ سے بعض جگہ پیچھے میلے والا حال تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی ویڈیو بنالی، مَیں نے دیکھی ہیں۔ کوئی جلسے کا ماحول نظر نہیں آ رہا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق کم از کم سات آٹھ ہزار افراد ایسے ہوں گے جنہوں نے جلسہ صحیح نہیں سنا۔ انتظامیہ لوگوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیتی ہے کہ باتیں کر رہے تھے لیکن میرے نزدیک افسر جلسہ گاہ اور ساؤنڈ سسٹم والے اور تربیت والے اس کے ذمہ دار ہیں اور ان کو اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ مجھے تو یہ حالت دیکھ کر شرم آئی، امید ہے ان کو شرم آئی ہو گی۔ اگر لوگ باتیں کر رہے تھے تو پھر بھی تربیت کی کمی ہے اور مشنری انچارج اور مربیان اس کے ذمہ دار ہیں کہ وہ کیوں سارا سال تربیت نہیں کرتے اور لوگوں میں مجالس کے تقدّس کا خیال پیدا نہیں کرتے۔ لوگوں پر الزام نہ دیں۔ احمدی کو تو اگر توجہ دلائی جائے تو عموماً مثبت ردّعمل دکھاتا ہے اور یہ لوگ تو جلسہ پر آئے تھے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اگر توجہ دلائی جاتی تو فوراً اصلاح نہ ہوتی۔ بہرحال اپنے نقص تھے جس کے نتیجہ میں دوسرے نقص پیدا ہوئے۔ میں نے یہی دیکھا ہے کہ جہاں افسر عاجزی سے اور محنت سے کام کرنے والا ہو وہ تمام شعبہ بہتر ہوتا ہے ورنہ اگر عام کارکن اچھا کام کرنا بھی چاہے تو افسران کی وجہ سے صحیح کام نہیں کر سکتے۔ اس لیے مجھے کارکنوں سے شکوہ نہیں ہے۔

احمدی کو تو اگر توجہ دلائی جائے تو عموماً مثبت ردّعمل دکھاتا ہے

ہر خادم، ہر ناصر اور لجنہ کی ہر ممبر کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی طرف سے بہت محنت کی لیکن افسران کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ اس دفعہ عورتوں میں ڈسپلن مردوں کی نسبت کچھ بہتر مجھے نظر آیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مردوں کے شعبہ تربیت کو اپنی فکر کرنی چاہیے۔ ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں تو تبھی کامیاب ہوتی ہیں۔ 'سب اچھا ہے' یہ کہہ کر اپنی ترقی کے راستے بند نہ کریں اور نہ اس میں کوئی شرم کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ شعبہ جات کے افسران کو اپنی اصلاح کی توفیق دے۔ بہرحال ان سب کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہماری پردہ پوشی فرمائی اور یہاں آئے ہوئے غیر از جماعت مہمانوں نے عموماً جلسے کا بڑا اچھا اثر لیا ہے اور اگر جلسہ میں نے کہا کامیاب ہوا تو اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی نے بہت زیادہ کام کیا اور اتنے غیر معمولی تاثرات ان لوگوں نے دیے۔ اسی طرح دنیا میں جہاں ایم ٹی اے کے ذریعے سے جلسہ دکھایا گیا تھا انہوں نے بھی جلسے کی عمومی رنگ میں تعریف کی ہے۔ اس وقت میں بعض مہمانوں کے تاثرات بھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ بڑے اچھے خیالات کا عموماً اظہار ہے۔ پس اس بات پر جماعت جرمنی کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے اس جلسے کی وجہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی توفیق دی۔

بلغاریہ سے آنے والی عیسائی خاتون ڈاکٹر ویرونیکا ستوئی لووا (Veronika Stoilova) جو وکیل اور یونیورسٹی لیکچرر ہیں، پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں، کہتی ہیں کہ ایسا بہترین منظم جلسہ منعقد کیا گیا۔ جو چہرہ بھی میں نے دیکھا کسی پر گھبراہٹ یا غصہ نہیں پایا۔ تمام لوگ بہت مخلص اور ہر طرح ہر وقت مدد کرنے کو تیار نظر آتے۔ ہر شخص

اپنی حالت پر شکر گزار تھا۔ بلاشبہ اس تقریب نے مجھے روحانی طور پر بحال کیا۔ تمام تنظیمیں، مرد، عورتیں یہاں تک کہ بچے بھی منظم تھے۔ مجھے ان دنوں جماعت احمدیہ کے متعلق بہت سی دلچسپ چیزیں سیکھنے کو ملیں مثلاً رواداری اور دوسروں کو باوجود اختلافات کے قبول کرنا۔ میں بلاشبہ اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ برلن کی مسجد عورتوں نے اپنے زیوروں اور پیسوں سے بنائی۔ عورتوں کا انتظام بھی مجھے بہت اچھا لگا۔ میں بہت سے دوسرے جلسوں میں جاتی ہوں مگر میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ بات میں نے کہیں اَور نہیں دیکھی۔ ایسی مثال بہت کم کوئی قائم کر سکے گا۔ پھر میری تقاریر کے بارے میں انہوں نے کہا کہ روحانیت، انسانیت اور امن کے خیالات نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میرا ماننا ہے کہ ہم سب سے پہلے انسان ہیں، پھر ملک کے شہری اور پھر مذہبی برادری کا حصہ ہیں۔ ہمیں اپنے درمیان مشترکہ چیزوں کو تلاش کرنا چاہیے نہ کہ اختلافات کو جو ہمیں الگ کریں۔

پھر بلغاریہ سے آنے والی ایک عیسائی خاتون نتالیہ صاحبہ پہلی دفعہ جلسے پہ آئیں۔ کہتی ہیں جلسہ میرے ذہن میں نقش رہے گا۔ میں نے پہلی بار ہزاروں مسلمانوں کو ایک ساتھ عبادت کرتے دیکھا۔ یہ نہایت خوبصورت نظارہ تھا۔ میں عیسائی ہوں اور اس طرح کے جلسے میں پہلی بار شامل ہوئی ہوں۔ تمام لوگ ہم سے بہت ادب اور شائستگی سے پیش آتے جس نے ایک عجیب مسرت کا احساس دیا۔ جلسے کا اختتامی حصہ مجھے بہت اچھا لگا جس میں خلیفۂ وقت کی تقریر بہت سبق آموز تھی۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ سب لوگ ہم سے ایسے ادب سے پیش آتے جیسے ہم بہت خاص ہوں۔ ڈیوٹی پر موجود لوگ اس بات کو یقینی بنانے کی پوری کوشش کر رہے تھے کہ کسی مہمان کو کوئی مشکل نہ ہو۔ پھر یہ کہتی ہیں پہلے دن ہمیں ترجمے کے لحاظ سے تھوڑا مسئلہ محسوس ہوا۔ شکایت انہوں نے بڑے ڈھکے چھپے الفاظ میں کی ہے لیکن یہی تھا کہ خطبہ سن ہی نہیں سکی جو کہ بعد میں ٹھیک ہوگیا۔

پھر مقدونیا کے ایک مہمان ہیں۔ ایک عیسائی صحافی لیوبِنکا آیتووسکا (Ljubinka Ajtovska) صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ کی تنظیم بہت اعلیٰ سطح پر تھی۔ یہ میرے لیے ایک خاص اعزاز ہے کہ میں ایک اتنے بڑے اور منظّم پروگرام کا حصہ بن سکی جس میں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگوں نے شرکت کی۔ یہ بات اس نعرے کی تصدیق ہے کہ صرف محبّت ہی دنیا کو ایک بہتر جگہ بنا سکتی ہے۔

پھر مقدونیا سے ہی ایک مسلمان صحافی سینادر اسیمو (Senad Rasimov) کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے مختلف موضوعات پر خطابات نے مجھے متاثر کیا۔ کہتے ہیں مقدونیا کے ایک صحافی ہونے کی حیثیت سے مجھے جلسے پر بہت سے احمدی مسلمانوں سے بات کرنے کی توفیق ملی جنہوں نے ہمیشہ مسکراہٹ کے ساتھ مجھ سے بات کی۔ میں جلسے کی صفائی اور تمام تنظیم سے بہت متاثر ہوں۔ آپ کا ماٹو محبّت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں واقعی طور پر دکھائی دیا اور اسی ماٹو سے امن ہوسکتا ہے۔ صرف ڈیوٹی والے نہیں بلکہ لوگوں کے رویّے نے بھی مہمانوں کو بہت متاثر کیا۔

سلوا کیہ سے آنے والی ایک خاتون ٹیچر ہیں مارٹینا صاحبہ کہتی ہیں میں شکر گزار ہوں کہ پہلی مرتبہ جلسے میں شامل ہوئی ہوں۔ میں نے مہمان نوازی کا ایسا منظر دیکھا ہے جو غالباً پوری دنیا میں نہیں پایا جاتا۔ ہر ایک خوش اخلاق اور ایک مسکراتے ہوئے چہرے سے ملتا تھا۔ اس پورے جلسے نے میرے دل پر ایک گہرا اثر ڈالا اور خاص طور پر بیعت اور نماز کے دوران میں اپنے جذبات پہ قابو نہیں پاسکی۔ بیعت کی پوری تقریب کے دوران روتی رہی۔ اس لمحے کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی کہ کس طرح تمام احمدی خلیفہ کے ہاتھ پر ایک جان ہوکر بیعت میں شامل ہوئے۔ اسی طرح میں احمدیوں کے خلیفہ سے ملاقات کو کبھی نہیں بھولوں گی اور ایک دن بعد بھی ملاقات کا میرے دل پر اثر ہے۔ کہتی ہیں کہ میں ضرور ان سے ایک اَور مرتبہ ملنا چاہتی ہوں (یعنی خلیفۂ وقت سے) اور اسلام کے بارے میں براہِ راست معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ یہ مسلمان نہیں لیکن ان پہ اثر ہوا۔

سلوا کیہ سے آنے والے ایک مہمان اُنڈرسکا (Ondriska) صاحب، بزنس مین ہیں۔ کہتے ہیں جلسہ سالانہ سے قبل مجھے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔ میری حالت یہاں تک تھی کہ مجھے لگتا تھا کہ مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا خدا مانتے ہیں، نعوذ باللہ۔ جلسہ میں شامل ہوکر مجھے اسلام کی تعلیم، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اصل مقام کا تعارف حاصل ہوا اور یہ بھی پتہ لگا کہ اسلام دراصل ایک امن پسند مذہب ہے اور یہاں پر خاص طور پر میڈیا اسلام کے بارے میں غلط تاثر پیش کرتا ہے۔ میرے لیے حیرانگی ہے کہ یہ پورا جلسے کا انتظام احمدی خود کرتے ہیں اور کتنی لگن اور کتنے جوش اور جذبے کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں جب میں نے خلیفۂ وقت کو دیکھا تو میرے دل میں امن اور روح پر مثبت اثر پڑا۔ کہتے ہیں میرا پختہ ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی مجھے اس جلسے میں شامل کیا۔

پھر سلوا کیہ سے آنے والے ایک مہمان جُودر مارٹن (Judr Martin) صاحب (مختلف ممالک سے کافی بڑے بڑے گروپ آئے تھے) کہتے ہیں میں نے پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی ہے۔ مجھے احمدیوں کے اخلاق اور مہمان نوازی دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ پر مجھے بہت باتیں سیکھنے کو ملیں۔ مسلمان اور خاص طور پر احمدی امن پسند اور اپنی تعلیم پر عمل کرنے

جہاں افسر عاجزی سے اور محنت سے کام کرنے والا ہو وہ تمام شعبہ بہتر ہوتا ہے

ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں تو تبھی کامیاب ہوتی ہیں

والے ہیں۔ جماعت نے جو exhibition تیار کی تھی وہ پسند آئی اور مجھے اسلام اور اس کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ احمدیوں کے خلیفہ کے بارے میں میں نے دیکھا کہ ہر احمدی ان سے بڑا پیار کرتا ہے اور وہ بھی۔ ایسا بھائی چارہ اور پیار دنیا میں کم نظر آتا ہے۔

exhibition میں سربیا اور بوسنیا کا جو نقشہ بنایا گیا تھا، اس کے بارے میں میرا خیال ہے غالباً سربین کو شکوہ بھی ہے کہ ہمارا نقشہ صحیح نہیں بنا۔ وہاں نمائش والوں کو وہ دیکھ لینا چاہیے۔

پس جہاں عہدیداروں کو احمدیوں سے شکوہ ہوتا ہے ان کو چاہیے کہ اصلاح کے صحیح طریقے اختیار کریں

البانیہ کے ایک مہمان پروفیسر ڈاکٹر رجیپ شکورتی (Rexhep Shkurti) صاحب جو فیکلٹی آف نیچرل سائنسز ترانا یونیورسٹی (Tirana University) میں پروفیسر ہیں اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے۔ کہتے ہیں جلسہ بہت عظیم الشان تھا۔ یہ مسلمان ہیں۔ کہتے ہیں میں دس سال سے روزہ رکھتا ہوں اور اسلام کے دوسرے احکام کی بھی تعمیل کرتا ہوں اگرچہ سارے نہیں۔ یہاں جلسے میں مَیں نے اسلام دیکھا ہے۔ دوسرے مسلمانوں سے آپ کے پاس واضح فرق خلافت ہے اور اس کی وجہ سے آپ کے پاس اتحاد بھی ہے۔

اطفال نے، بچوں نے بھی نیک نمونے دکھا کے تبلیغ کے راستے کھولے

البانیہ سے ایک مہمان خاتون ایرمیرا (Ermira) صاحبہ تھیں جو نرس ہیں۔ کہتی ہیں اس سے پہلے بھی جلسے پر آئی تھی اس بار اسی روحانی تڑپ کی وجہ سے دوبارہ جلسے پر آئی ہوں۔ (غیر بھی ہوں تو ایک دفعہ آ گئے تو پھر عادت پڑ جاتی ہے) کہتی ہیں اس بار پہلی دفعہ میں نے نماز پڑھی ہے۔ ان کی کوئی سہیلی تھی وہ نماز پڑھتی تھی کہتی ہیں اس کو دیکھ دیکھ کر میں پڑھتی جاتی تھی۔ کہتی ہیں پہلی بار میری روح کا ہر ذرہ گویا حرکت میں آیا۔ سجدے میں رو رو کر دعائیں کر رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا کہ میری ساری نفرتیں پگھلتی جا رہی تھیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ایمان پر مضبوطی عطا کرے اور پھر میرے سے ملاقات کی اس کا بھی کہتی ہیں میں بڑی یاد رکھوں گی۔

پس جلسے کے ماحول کا اثر غیر بھی لیتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ احمدی نہ لیں؟ پس جہاں عہدیداروں کو احمدیوں سے شکوہ ہوتا ہے ان کو چاہیے کہ اصلاح کے صحیح طریقے اختیار کریں۔ پہلے اپنی اصلاح، اپنا نمونہ۔ پھر لوگوں کو سمجھائیں۔

البانیہ سے آنے والی ایک مہمان خاتون دریتے شکرتی (Drite Shkurti) صاحبہ ہائی سکول کی ٹیچر ہیں۔ کہتی ہیں جلسے کے انتظامات نہایت اعلیٰ تھے۔ میں سکول میں ٹیچر ہوں اور جانتی ہوں کہ آجکل کے بچے کتنے aggressive ہوتے ہیں لیکن یہاں پر بچے بھی اتنے سلجھے ہوئے تھے کہ اپنی ڈیوٹیوں میں مگن تھے۔ (اطفال نے، بچوں نے بھی نیک نمونے دکھا کے تبلیغ کے راستے کھولے) کہتی ہیں میرے لیے بہت حیران کن تھا۔ تجسس مجھے جلسے کے دوران عام کھانے کے ہال کی طرف لے گیا جو بازار سے پہلے تھا۔ وہاں پر بھی میں نے دیکھا کہ ہزاروں مرد کھانا کھا رہے تھے لیکن کوئی جھگڑا، چھینا جھپٹی وغیرہ بالکل نہیں دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے سب شہد کی مکھیاں ہیں جو صرف کام کرنا جانتی ہیں۔ لوگ ہر کام کے لیے تیار تھے اور اخلاق اتنے اعلیٰ کہ تھوڑا سا بھی دھکا لگتا تو فوراً سوری (sorry) کہتے۔

البانیہ سے آنے والے ایک مہمان جعفر کوچی (Xhaferr Kuci) صاحب نے اکنامکس میں ماسٹرز کیا ہے اور چار سال کی تحقیق کے بعد انہوں نے بیعت بھی کر لی ہے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ ان کے لیے بے حد inspiring تھا۔ بہت positive energy دے گیا ہے۔ جلسہ گاہ میں خلیفۂ وقت کے ساتھ نمازوں میں مجھے اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں رہا اور اس طرح بیعت کی تقریب بھی نہایت جذباتی تھی اور مجھے ہمیشہ خلیفۂ وقت کے ساتھ بیٹھ کے تحفظ کا احساس ہوا اور مجھے یہی احساس ہوا کہ خلیفۂ وقت ہی ہے جو میرا عزیز اور مطاع ہے۔ کہتے ہیں اس کے علاوہ ایک بات جو مجھے اچھی نہیں لگی، وہ لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کو بھی لوگوں کو نوٹ کر لینا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ جلسے میں کئی بار بعض لوگ تقریر کے اختتام سے قبل ہی اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ پس ہمیں اس بات کی بھی فکر کرنی چاہیے کہ نومبائعین پر منفی اثر نہ چھوڑیں۔

بوسنیا سے آنے والے تاریخ کے ایک پروفیسر حارث صاحب کہتے ہیں۔ جلسہ پر آنے سے قبل مجھے معلوم ہوا کہ وہاں ہزاروں لوگ ہوں گے اور خلیفہ بھی ہم سے خطاب کریں گے۔ میں قدرے خوفزدہ تھا اور کسی قدر تحفظات بھی رکھتا تھا۔ ہر چیز کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار تھا۔ کیونکہ احمدیوں کے بارے میں اس قدر وسیع جلسہ اور ان کے مذہبی رسومات کے بارے میں مجھے تفصیل سے علم نہیں تھا اور میں بنیادی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ پھر کہتے ہیں یہ تو میری سوچ تھی اور جب پہنچا تو کیا ہوا کہ اس سے پہلے مجھے اتنے اچھے لوگوں میں وقت گزارنے کا موقع ہی کبھی نہیں ملا۔ جلسے میں ہر چیز کی منصوبہ بندی کی گئی تھی، سوچ کیا تھی، عمل کیا دیکھا۔ اچھی منصوبہ بندی۔ ہر کوئی اپنے کام پر لگا ہوا تھا۔ عظیم تنظیم اور خوبصورتی سے منظّم کہتے ہیں خلیفہ کی پہلی تقریر کے بعد میرا ذہن صاف ہو گیا تھا۔ میں لوگوں کا پیچھا کرتا تھا کہ وہ کیسے بولتے اور کیا کہتے تھے۔ ان کا ایک دوسرے سے کیا تعلق تھا۔ (تجسس تھا، لوگوں کے پیچھے چلتے رہے) کہتے ہیں میں یہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا رہا۔ میں نے اپنے مسلمان بھائیوں میں خود کو محفوظ پایا۔ میں نے محسوس کیا کہ کسی نے مجھے برا نہیں کہا، نہ ہی مجھے حسد یا اجنبیت کی آنکھ سے دیکھا یا کسی بات پر مجھے تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان تمام باتوں میں جو بات میرے لیے قابلِ رشک اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے

جس کا تجربہ مجھے اپنی زندگی میں اس سے قبل نہیں تھا وہ خلیفہؑ وقت کی ملاقات تھی لیکن مجھے سکون محسوس ہوا جیسے میری پیٹھ سے کوئی پتھر گر گیا ہو۔ میں پریشان تھا مگر اب بے فکر ہوگیا ہوں۔ میں مطمئن لوٹ رہا ہوں اور بلاشبہ علم سے مالا مال نئے اور اچھے لوگوں سے مالا مال ہوں جن سے ملا ہوں۔

بوسنیا سے آنے والی ایک خاتون اندرا حیدر (Indira Haidar) صاحبہ جو ریڈ کراس کی سیکرٹری ہیں کہتی ہیں۔ میرے سے ملاقات کا ذکر کر رہی ہیں کہ ان سے ملاقات فرانکفرٹ میں ہوئی اور بڑی پرمسرت رہی اور ترجمہ نہیں تھا۔ (جو مَیں نے شروع میں بات کی اس کی یہ بھی تصدیق کر رہی ہیں) خلیفہؑ وقت کی تقریر کا ترجمہ میرے لیے ہماری خواتین کی گروپ لیڈر نے کیا۔ یہ بات مجھے پسند آئی کہ ہمیشہ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمے سے ہوتا تھا اور کہتی ہیں مجھے خلیفہؑ وقت کی نصیحت کہ مسلمان اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دیں اور اپنے علم کو عملی جامہ پہنائیں۔ یہی واحد راستہ ہے جس سے امّت کے موجودہ حالات بدلے جاسکتے ہیں۔

دوسرے دن پھر ترجمہ میں مسئلہ ہوا تو ہماری خواتین ترجمہ سننے کے لیے مردوں کے حصے میں گئیں اور کہتی ہیں بیعت سے یہ انہوں نے سبق سیکھا ہے۔ کہتی ہیں میرے ذہن میں ایک اہم بات نقش کر گئی ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے قلمی جہاد کا تصور ہمارے سامنے رکھا جس کی میں سو فیصد تصدیق کرتی ہوں۔

مجھے بہت پسند آیا کہ عورتوں کو بھی اسلام تلقین کرتا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو پھیلائیں۔ میرا پختہ ایمان ہے کہ مستقبل میں دنیا اسلام کے بارے میں غوروفکر کرے گی اور اس کے ذریعہ لوگ اپنے خدا کو پہچاننے والے بنیں گے۔

جارجیا سے ایک سنی سکالر مسٹر ویسل (Veisel) آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں میں جارجیا میں رہتا ہوں۔

پس ہمیں اس بات کی بھی فکر کرنی چاہیے کہ نومبائعین پر منفی اثر نہ چھوڑیں

اس لیے کہ آپ اچھی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے خلیفہؑ وقت کو براہِ راست سننے کا موقع ملا۔ کہتی ہیں جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ مختلف دشواریوں کے باوجود ہمارے ملک میں جس اخلاص سے خدمت خلق کے کام کو کر رہی ہے یہاں آکر مجھے یقین ہوگیا کہ ان کے رضا کاروں میں بنی نوع انسان کی اس قدر بےلوث خدمت کے جذبہ کی وجہ صرف خلافت ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اور پھر کہتی ہیں دنیا کے مختلف حصوں سے مختلف انسانوں کو جماعت احمدیہ نے کس قدر وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہوا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان تمام بنی نوع انسان کو اس وقت (میرا کہا کہ) وہ خواتین کے حصے میں تھے بہرحال کہتی ہیں کہ جو عورتوں کا خطاب تھا وہ بڑا معاون تھا اور اس میں آنحضرت ﷺ کے زمانے کی عورتوں کی مثالیں تھیں جو مجھے بڑی پسند آئیں۔ پھر کہتی ہیں اتوار کے پروگرام میں بھی بنیادی اسلامی اصولوں اور دوسروں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں بات کی۔ ہمیں ہر چیز میں بہتر ہونا چاہیے اس چیز نے مجھ پر بڑا اثر کیا اور اگر ہم انصاف کریں گے تبھی ہم ترقی کریں گے اور معاشرے میں امن قائم ہوگا اس بارے میں بتایا۔ پھر کہتی ہیں یہ سب باتیں جو میں لے کے جا رہی ہوں میرے لیے مشعل راہ ہیں۔

پندرہ سال کی عمر میں مَیں نے عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد تقریباً پندرہ سال میں نے مدینہ منورہ میں گزارے، اسلام کا علم اور عربی زبان میں نے مدینہ میں سیکھی۔ میری پڑھائی کے دوران مجھے آپ کی جماعت کے بارے میں منفی باتیں سننے کو ملی تھیں کہ احمدی ہمیں کافر کہتے ہیں اور احمدیوں کا عقیدہ ہی مختلف ہے۔ کہتے ہیں جارجیا میں مَیں آپ کی جماعت کے مشنری سے ملا ہوں اور جماعت احمدیہ کا تعارف بھی ملا ہے۔ آپ نے مختلف دیہات میں قربانی کا گوشت تقسیم کیا۔ ہم سے رابطہ کیا، مدد کی۔ پھر ان کے بارے میں لکھا

ہر احمدی کو بہت اعلیٰ اخلاق دکھانے چاہئیں

امّتِ واحدہ بنانے میں اور دنیا کو بہتر بنانے کی خاطر اپنا کردار ادا کرنے کے سلسلے میں اس تجربے نے مجھے باہمت بننے میں میری سمجھ کو گہرا کر دیا ہے۔ اس موقع نے نہ صرف مجھے مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرنے کی تقویت بخشی بلکہ مجھے انسانی ہمدردی کی کوششوں اور بین المذاہب مکالمے کے فروغ میں مزید شامل ہونے کی ترغیب دی۔

بوسنیا سے آنے والی ایک خاتون مہمان امینہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں رضاکاروں کی تنظیم بہت اچھی تھی۔ خواتین کے حصے میں ترجمے کے مسئلے کی وجہ سے ہم بعض پروگراموں کی پیروی نہیں کر سکے کیونکہ خواتین کے حصے میں کوئی

جارجیا سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون لیا (Lia) صاحبہ کہتی ہیں میں اس وقت ہالینڈ میں تھیالوجی (Theology) اور ریلیجیس سٹڈیز (Religious Studies) میں ماسٹرز کر رہی ہوں۔ رہنے والی جارجیا کی ہیں۔ کہتی ہیں پہلی بار جلسہ دیکھنے کو ملا۔ کس طرح چھوٹے اور بڑے خاص جانفشانی سے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ عالمی بیعت کو دیکھ کر جذبات کو کنٹرول میں نہیں لایا جا رہا تھا۔ یہ جلسے کے آخری دن میں ایک وعدہ سب سے لیا جا رہا تھا کہ ہم اسلام کے مطابق آئندہ اپنی زندگی سنواریں گے۔ اس ہے کہ انہوں نے جلسے پر آنے سے پہلے جامعۃ الازہر سے جماعت کے بارے میں فتوے دیکھے کہ احمدیوں کے پاس جا رہا ہوں، جامعہ ازہر کیا کہتی ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے تمام اُمّتِ اسلامیہ کے جماعت کے بارے میں خیالات کو پڑھا۔ تمام فتاویٰ دیکھ کر مَیں نے یہی فیصلہ کیا کہ مَیں جماعت احمدیہ کو نزدیک سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ لوگ تو کافر کہتے ہیں، میں دیکھوں یہ ہیں کیا۔ پھر جلسے میں آکر جماعت کو قریب سے دیکھ کر کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ یقیناً اسلام کا حصہ ہے۔ مزید کہتے ہیں کہ مَیں نے خلیفہ کے خطابات کو غور سے سنا اور اس نتیجہ پر

پہنچا ہوں کہ آپ لوگوں کو کافر کہنا بالکل غلط ہے۔ آپ بھی دوسرے فرقوں کی طرح اسلام کا ایک فرقہ ہیں۔

کہتے ہیں میں خلیفہ کی بہت قدر کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں کئی سوالات تھے جو جلسے کے تین دنوں میں مختلف نشستوں میں حل ہوئے۔ آپ کی جماعت اور آپ کے بانی کے بارے میں تفصیل سے بات کرنے کا موقع ملا۔ واپس جارجیا جاکر آپ کی جماعت کی مختلف کتب کا مطالعہ شروع کروں گا۔ مجھے آپ سے مل کے خوشی ہوئی۔

پھر کوسووو سے آنے والے مہمان جو میونسپلٹی آف دیکان کے آفیشل ڈائریکٹر آف ایجوکیشن ہیں۔ کہتے ہیں جماعت احمدیہ معاشرے کو فائدہ پہنچانے کی خاطر منصوبے بنارہی ہے اور اقدامات کر رہی ہے۔

الیزان (Elez Han) کوسووکے میئر مسٹر مہمت کہتے ہیں۔ اس غیر معمولی جلسے نے مجھ پر ایک گہرا نقش چھوڑا اور میں اتحاد امن اور بھائی چارے کے اس جذبے سے بہت متاثر ہوا ہوں جو اس اجتماع کے ہر پہلو پہ چھایا ہوا تھا۔ تقریب کے دوران تقاریر بہت عمدہ تھیں۔ خاص طور پر خلیفہ ُوقت کی تقریر میرے لیے حیرت انگیز اور ایمان افروز تھی۔ میں اب اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھ چکا ہوں۔ بھی مجھے بہت اچھی لگی۔ میں خلیفہ ُوقت کی اس بات سے اتفاق کروں گا کہ اصل کمزوری ہم لوگوں میں ہے اور ہم ہر وقت حکومت اور ریجیم (regime) کو کوستے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں امید کروں گا کہ میری دوبارہ ملاقات ہو اور مَیں فائدہ اٹھاؤں۔

تاجکستان کے وفد میں شامل ایک غیر از جماعت تاجک دوست نے کہا کہ خلیفہ ُوقت سے ملاقات میں تاجکستان کے سیاسی مسائل اور دینی پابندیوں پر بہت سیر حاصل بات ہوئی۔ مجھے اچھا لگا کہ انہیں ساری انسانیت کی بہت فکر ہے۔ کہتے ہیں آنے سے قبل مجھے جماعت احمدیہ

بعض احمدیوں کو شکوہ ہے سیکیورٹی سے لیکن شکر ہے کہ غیروں کو سیکیورٹی کا رویّہ اچھا لگا

جلسہ کے دنوں میں مَیں نے لیکچر سنے، باتیں سیکھیں میری یادداشت میں ہمیشہ نقش رہیں گی۔ میں کوسوو میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو اس جلسے کے حوالے سے بتانے کے لیے بے چین ہوں۔ خاص طور پر میں خلیفہ ُوقت کی بیان کردہ تعلیمات پر عمل کروں گا۔ مزید برآں میں نے اور میرے ساتھیوں نے جو غیر معمولی اور محبّت سے بھری ہوئی مہمان نوازی کا تجربہ کیا وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ آپ سب کو ڈھیروں خوشیاں دے۔

پھر کوسووو سے آنے والے ایک مہمان ہیں اَوْنی جشاری (Avni Jashari) صاحب لپجان Lipjan مجھے انتظامیہ کی مہمان نوازی کی تعریف بھی کرنی چاہیے اور سب نے بڑی اچھی مہمان نوازی کی۔

تاجکستان سے آنے والے ایک دوست آرزو کریم صاحب ہیں۔ یہ دوست عربی اور تاجک زبان پر مہارت رکھتے ہیں اور جامعہ ازہر سے تعلیم یافتہ ہیں۔ بہت سی عربی کتب کا تاجک زبان میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں اور کئی تاجک کتب کے مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے جلسے کو بہت غور سے سنا اور لوگوں کو دیکھا اور جماعت احمدیہ کے ان اوصاف کا ذکر کروں گا جو کہ اب کے بارے میں منفی خبریں دی گئی تھیں لیکن مجھے آپ کی جماعت سے بھائی چارہ اور انسانیت کا درس سیکھنے کا موقع ملا ہے۔

تاجکستان کے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ تاجکستان کے وفد میں بہت معترض طبیعت کے ایک دوست شامل تھے۔ جلسے کے پہلے دو دن اعتراض ہی کرتے رہے۔ ایک اعتراض کرتے اور جواب سنے بغیر دوسرا اعتراض کر دیتے۔ ان کو اپنے دوستوں نے کہا کہ ہمیں مشاہدہ تو کرنا چاہیے، دیکھیں، یونہی اعتراض نہ کیے جاؤ۔ بہرحال پھر جلسے کے دوسرے دن وفود کی میرے سے ملاقات

جلسہ جرمنی میں میڈیا کوریج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اچھی ہوئی

میونسپلٹی کے میئر کی کابینہ کے سربراہ ہیں۔ کہتے ہیں میرے لیے غیر معمولی اور واقعی متاثر کن تجربہ تھا۔ میں نے خلیفہ ُوقت کے خطابات اور دیگر تقاریر کو سُنا اور دلچسپ اور متاثر کن معلومات کا خزانہ حاصل کیا جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ کہتے ہیں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اس تجربے نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ کہتے ہیں میرے لیے جلسہ سالانہ علم کی دنیا میں ایک ایسا باغ ہے جو تعاون اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ایک ایسا موقع تھا جہاں آپ کی کمیونٹی کے مثالی کام اور مسلسل کوششوں کو دکھایا گیا کہ کس طرح دیگر دینی جماعتوں میں ختم ہو رہے ہیں اور وہ احمدیوں کے اعلیٰ اخلاق ہیں۔

(پس ہر احمدی کو بہت اعلیٰ اخلاق دکھانے چاہئیں)

میں نے بہت سے اسلامی فرقوں میں تحقیق کی ہے۔ اگر باقی سب فرقے اس وقت اسلام پر ایک فیصد عمل پیرا ہیں تو یہ جماعت اسلام کی تعلیمات پر ننانوے فیصد عمل پیرا ہے۔ ایک بک سٹال پر مختلف زبانوں میں لٹریچر آپ کی تبلیغی کاوشوں کا ثبوت ہے۔ کہتے ہیں میں رابطہ رکھوں گا اور جماعت کے بارے میں مزید جاننا چاہوں گا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا سوائے خدا کے۔ اور خلیفہ ُوقت سے ملاقات تھی۔ ان کی بھی ملاقات ہوئی تو مَیں نے ان سے ہی بات شروع کی اور ان کا تعارف لیا۔ ماسک پہنا ہوا تھا میں نے کہا اتاریں، ذرا چہرہ دکھائیں۔ کافی تفصیلی ان سے باتیں ہوتی رہیں۔ بہرحال مربی صاحب کہتے ہیں ملاقات کے بعد انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ میری ملاقات خلیفہ ُوقت سے ہوگئی اور پھر مجھے دعائیں بھی دیتے رہے اور کہتے ہیں لیکن عجیب بات ہے اس کے بعد دو دن انہوں نے کوئی بھی اعتراض نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا دل ایسا صاف ہوا کہ اعتراض ختم ہو گئے۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے بعض عرب احباب کے تاثرات ہیں۔ ایک مہمان محمد علی صاحب ہیں، سیریا سے ان کا تعلق ہے۔ کہتے ہیں میرے ایک دوست کے ذریعہ سے مجھے احمدیت کا تعارف ہوا تھا۔ میرا دوست مجھے جلسے پر لے کے آیا میرا ارادہ تھا کہ دن گزار کر شام کو واپس گھر چلا جاؤں گا، گھر قریب ہی ہے کیونکہ یہاں جگہ آرام دہ نہیں تھی۔ جب میں نے ماحول اور تنظیم کو دیکھا کہ ہر شخص مسکراتا ہے اور بڑا اچھا ماحول ہے گویا ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ کہتے ہیں ایسا ماحول میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور میں نے سوچا کہ میں یہاں جلسہ پہ زمین پہ ہی سو جاؤں گا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا نیچے میٹرسیں بچھی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں جلسے کے دوسرے ہی دن احمدیت کی صداقت میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں نے بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق دی۔

کہتے ہیں میں احمدیوں کے نظام کی پابندی، نظم وضبط کا خیال رکھنا اور عدم انتشار سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ ہر کوئی اپنے فرائض کو جانتا ہے چاہے منتظم ہو یا مہمان۔

عبدالرحمٰن اسماعیل صاحب لکھتے ہیں: جلسہ سالانہ میں پہلی بار شریک ہوا ہوں۔ دنیا بھر میں کوئی ایسا گروہ نہیں جو ایسا کام کرتا ہو۔ حاضرین پوری دنیا سے شامل ہوئے لیکن کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہیں دیکھا۔ آپس میں پیار محبّت اور بھائی چارے کی اعلیٰ مثالیں دیکھیں۔ کہتے ہیں جو توقع کی جارہی تھی اس سے بڑھ کر تعداد شامل ہوئی اور مجھے بہت استفادہ کرنے کی توفیق ملی۔

عبداللہ عزت عقیلی صاحب مصر سے ہیں، آجکل فرانس میں فزکس میں ماسٹرز کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں فزکس میں ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس لیے ہر چیز میں شک کرنا میری طبیعت کا حصہ بن گیا ہے۔ میں نے بیعت تو بہت عرصہ پہلے کی تھی اور جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق بھی تھا لیکن آہستہ آہستہ دیگر امور کے علاوہ جماعت کے بارے میں بھی شکوک پیدا ہو گئے اور میں جماعت سے دور ہونے لگا۔ کہتے ہیں اس سال جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کے لیے حاضر ہوا تو رجسٹریشن میں کچھ تاخیر ہوگئی (اور رجسٹریشن کی شکایت یہی تھی کہ رجسٹریشن وقت پہ نہیں ہو رہی تھی اور لوگوں کو بڑی دقّت کا سامنا تھا لیکن بہر حال ان کو اس تاخیر نے، لیٹ ہونے نے فائدہ دے دیا) وہ کہتے ہیں جب میں پہنچا ہوں تو خطبہ شروع ہو چکا تھا اور جب میں جلسہ گاہ میں داخل ہوا تو خطبے کے جو الفاظ میرے کانوں میں پڑے وہ یہ تھے کہ اگر انسان ہر بات پہ بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس میں پڑھ رہا تھا۔ وہ پانی بھی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شئے ہو۔ پھر کس طرح وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 73 ایڈیشن 1984ء) کہتے ہیں یہ الفاظ سنتے ہی میں اندر سے ہل کے رہ گیا۔ ایسے لگا کہ جیسے میرا اس وقت جلسہ گاہ میں آنا خدائی تقدیر تھی کیونکہ پہلا جملہ ہی میرے مرض کا علاج تھا اور جیسے یہ مجھے مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہو سکتی۔ اس کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شکوک اور بدظنیاں ختم ہو گئیں۔ الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی بدولت مجھے شکوک اور بدظنیوں سے نجات دی۔ یہ واقعہ انہوں نے مجھے خود بھی سنایا ہے۔

کیمرون سے امام صاحب آئے ہوئے تھے، وہاں کے بڑے امام ہیں، کیمرون کے دوالا (Dovala) شہر کے چیف امام ہیں اور دو ریجنز کی علماء کونسل کے چیئرمین بھی ہیں۔ غیر از جماعت ہیں۔ کہتے ہیں میں پہلی دفعہ اتنے بڑے پروگرام میں شامل ہوا ہوں۔

میرے لیے بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ جلسہ سالانہ میں مختلف رنگوں کے لوگ سب خوشی سے ملے اور آپس میں سب ایک فیملی کے افراد کی طرح پیار و محبّت سے ملے اور تین دنوں میں مجھے کسی قسم کا کوئی جھگڑا نظر نہیں آیا۔

پھر کہتے ہیں نمائشوں میں جا کر بہت علم میں اضافہ ہوا اور میں جماعت کی خدمات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ پھر کہتے ہیں امام جماعت کے خطابات بہت پُرحکمت تھے۔ اسلامی تعلیمات کی بہترین عکاسی کرتے تھے۔ عورتوں سے خطاب نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اگر ہم سب ان زریں ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع کر دیں تو یہ زندگی جنت بن جائے۔

پھر کہتے ہیں جلسہ کے دوران امام جماعت کا غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب اسلامی تعلیمات سے پُر تھا۔ امام جماعت نے ایسی تعلیم پیش کی کہ ہر مسلمان کو اپنے دین پر فخر کرنا چاہیے۔ ہم سب کو عملی طور پر اس تعلیم کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو بہترین اسلامی تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے کھڑا کیا ہے۔ اور کہتے ہیں باقی علماء کی جو تقاریر تھیں ان سے بھی میرے علم میں بہت اضافہ ہوا۔

پھر چیک ریپبلک سے اس دفعہ پہلی بار ایک ریٹائرڈ پروفیسر ڈینیئل صاحب شامل ہوئے۔ کہتے ہیں میرا جلسہ سالانہ کا پہلا تجربہ ہے بہت ساری چیزوں نے مجھے متاثر کیا۔ ایک یہ کہ نماز کے وقت میں نے دیکھا کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ احباب جماعت جس انداز میں نماز پڑھ رہے تھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے سانس کے ساتھ وہ سانس لے رہے ہیں۔ گویا وہ ایک وجود بن گئے ہیں۔ میں نے دنیا میں بہت سی قوموں، مذہبوں اور لوگوں کو دیکھا ہے۔ اس طرح کی یکجہتی اور اکائی آج پہلی دفعہ دیکھنے کو ملی جس کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ پھر مزید کہتے ہیں کہ دنیا میں بڑی سے بڑی نمائشوں میں بھی جانے کا موقع ملا۔ ان میں جہاں بھی سیکیورٹی دیکھی وہاں سیکیورٹی اہلکاروں کا رویہ تلخ ہی پایا مگر اس جلسہ سالانہ پر سیکیورٹی سے لے کر ہر کارکن کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی، نرمی دیکھی جس کا یقیناً پورے جلسہ کے ماحول پر مثبت اثر پڑا۔ ایک پُرامن فضا قائم تھی۔ اتنے بڑے مجمع میں بغیر کسی رکاوٹ کے چلنا یقیناً حیران کن ہے۔ بعض احمدیوں کو شکوہ ہے سیکیورٹی سے لیکن شکر ہے کہ غیروں کو سیکیورٹی کا رویّہ اچھا لگا۔ عموماً ایک آدھ ہو گا جو کسی نے دکھایا ہو گا یا بعض دفعہ پابندی کی ہو گی کسی علاقے میں لیکن عمومی طور پر سیکیورٹی

والے بھی اچھے ڈیوٹی دینے والے تھے۔ پھر میرے سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پہلے انہوں نے دیکھا بڑا متاثر ہوا اور مَیں بڑا شکرگزار ہوں۔ یہ ملاقات بھی میری زندگی کا ایک زرّیں حصہ ہے اور میں نے باتوں سے بہت فائدہ اٹھایا۔

پھر ایک اَور شخص چیک ریپبلک سے آئے ہوئے ایک نوجوان مہمان ہیں۔ کہتے ہیں مجھے اس جلسہ سالانہ پر احمدیوں کے ذریعہ سے خدا دکھائی دیا ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے متعلق آگاہ کریں مگر اس جلسے پر لوگوں کے خاموش، اچھے اخلاق کو دیکھ کر مجھے آپ کی جماعت میں خدا کا وجود نظر آیا ہے۔ یہ بھی ایک خاموش تبلیغ ہے۔

لتھوینیا یونیورسٹی کی ایک عربی پروفیسر گنتارے سرے کائتے (Gintare Serekaite) جلسے میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے رضاکارانہ طور پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا لتھوینین زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ کہتی ہیں اسلامی دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ جس طرح غیر از جماعت اور غیرمسلموں کے ساتھ رابطہ رکھتی ہے کوئی اَور جماعت ایسا نہیں کرتی۔ ایک ریسرچر ہونے کی حیثیت سے مجھے اسلامی کلچر اور اسلامی روایات میں کافی دلچسپی ہے لیکن لتھوینیا میں جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی بھی اسلامی جماعت کے ساتھ ملنا اور رابطہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ جلسہ سالانہ نے مجھے شاندار موقع دیا کہ میں جماعت احمدیہ کو ہر لحاظ سے پرکھ سکوں۔ یقیناً جماعت احمدیہ اپنے ماٹو محبّت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں پر حقیقی رنگ میں عمل پیرا ہے۔ اور یہاں مجھے سینتالیس ہزار لوگوں میں کوئی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا۔

پھر لتھوینیا سے ایک مصنف اور جرنلسٹ جرونی ماس (Jeronimas) صاحب کہتے ہیں میں دنیا میں موجود بدامنی اور بےانتہا غربت سے بہت پریشان ہوں۔ ہمیشہ سوچتا ہوں کہ ایسے حالات میں ایک عام آدمی کیا کرسکتا ہے؟ لیکن جب یہی سوال میں نے خلیفۃ المسیح سے پوچھا تو مجھے نہایت ہی مطمئن جواب ملا کہ انسان کا مقصد تو وہی ہے جو قرآنِ کریم میں بیان ہوا ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ لوگوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے۔ اگر لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو دنیا میں ہمیشہ بدامنی رہے گی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ خلیفۂ وقت کی توجہ پہلے سے ہی اس مسئلے کی طرف ہے اور وہ لوگوں کو اپنے خطابات اور خطبات میں دنیا کے مسائل کے حل بھی بتا رہے ہیں۔

پھر قرغیزستان سے کاچیو (Kachiev) صاحب آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں: جلسے کے دوران میں نے اپنے مذہب اور جماعت کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ مجھے میرے بہت سے سوالات کے جواب مل گئے۔ میں اپنی زندگی میں پہلی دفعہ جلسے میں شامل ہوا ہوں اور پہلی دفعہ ہی بیرون ملک نکلا ہوں۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتنے لوگوں کا ہجوم جلسے کے دوران ہوگا میں نے وہاں ہونے والی تمام باتیں سنیں اور مجھے بہت دلچسپ لگیں۔ سب کچھ بہترین تھا۔

قزاخستان سے آنے والے ایک احمدی دوست علی بیگ صاحب کہتے ہیں: جلسہ میں شامل ہونا بہت اچھا لگا۔ جب بیعت کی تو ایک الگ ہی احساس تھا اور جب خلیفۂ وقت سے ملاقات ہوئی تو میرے سب احساسات، جذبات اپنے آخری نکتہ پر پہنچ گئے اور میرا جلسے پر آنے کا مقصد پورا ہوگیا۔ جلسہ میں شمولیت کا اثر اتنا زیادہ ہے کہ میرے بیوی اور بچے بھی کہہ رہے تھے کہ تم بدل گئے ہو۔ اگلے سال ان شاء اللہ بیوی اور بچوں کے ساتھ جلسے میں شامل ہونے کا ارادہ ہے۔

یاسمین صاحبہ ایک ترک خاتون ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے ٹیچر ہیں۔ یہاں جرمنی میں ہی رہتی ہیں۔ وہ شامل ہوئیں۔ کہتی ہیں خلیفۂ وقت کا خطاب میرے سوالوں کا جواب تھا۔ جلسے کا ماحول مجھے بہت پسند آیا۔ اتنے بڑے اجتماع کے باوجود اتنے زیادہ امن اور سکون سے ہر کام کا ہونا مجھے تسکینِ قلب عطا کرتا رہا۔ اتنے زیادہ لوگوں کا صرف رضائے باری کے لیے اکٹھے ہونا اور پھر ان سب کا محبّت کی لڑی میں پروئے ہونا ایک غیرمعمولی حیران کن بات تھی۔ کہتی ہیں مختصر یہ کہ وہاں جو کچھ کہا گیا اور جس سوچ کا اظہار کیا گیا مجھے اسی کی تلاش تھی۔ اس دن میں نے ایک پزل (puzzle) کے ہر حصے کو اپنی اپنی جگہ فٹ بیٹھتے دیکھا۔

سربیا سے آنے والے ایک جرنلسٹ ستانیس لاؤ (Stanislav) صاحب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ باوجود ایک آرتھوڈوکس عیسائی ہونے کے اور باوجود اس کے کہ انٹرنیٹ میں آپ کے خلاف بہت نفرت پھیلی ہوئی ہے میں آپ کی جماعت سے بہت متاثر ہوا۔ آپ کی انتظامیہ اور سسٹم نے مجھے حیران کر دیا ہے۔

میں بہت ہی افسردہ ہوں کہ ہم احمدیت کی حقیقی تعلیم دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلا نہیں سکتے۔ ہم نے آپ کے ماٹو محبّت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں کا ہر قدم پر مشاہدہ کیا۔ ہمیں نہ انتظامیہ میں اور نہ چھیالیس ہزار افراد میں کوئی بری بات نظر آئی۔ ہر جگہ امن تھا۔ ہر ایک نے دوسرے کی عزت کی اسی طرح جس طرح آپ کی تعلیم ہے۔ کہتا ہے میرے لیے الفاظ میں یہ بیان کرنا مشکل ہے۔

سربیا سے آنے والی ایک جرنلسٹ خاتون میا (Mia) صاحبہ کہتی ہیں میرے دل میں جلسہ سالانہ کی انتظامیہ، مقررین اور تمام شامل ہونے والوں کے بارے میں بہت مثبت تاثرات ہیں۔ سب سے زیادہ میں خلیفہ کے لجنہ کی طرف خطاب سے متاثر ہوئی۔ اسی طرح میں تمام انتظامیہ کی انتہائی شکرگزار ہوں۔

پھر ایک لوکل پولش احمدی خاتون کہتی ہیں: تین سال پہلے ایک خواب میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک ملاقات میں ہوں اور مجھ سے وہ کچھ سوال کرنا چاہتی ہیں۔ کہتی ہیں لیکن مجھے سوال کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس پر کہتی ہیں میں بہت پریشان ہوئی۔ سوال میرا بہت ضروری تھا۔ لیکن کہتی ہیں اس مرتبہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی اور ملاقات کا موقع ملا تو مجھے وہ سوال کرنے کا موقع مل گیا اور خلیفۂ وقت کی طرف سے ایک نہایت مطمئن کر دینے والا جواب بھی مجھے مل گیا۔ اس کے بعد مجھے ایک عجیب سی سکینت حاصل ہوئی۔ میں بہت مشکور ہوں۔

ایک جرمن مہمان گونتاموا (Gunter Moar) صاحب نے کہا۔ میں مذہب اسلام کو critical نظر سے دیکھتا ہوں۔ مگر میں نے پھر بھی خلیفہ کے خطاب کو بہت توجہ سے سنا ہے یہاں تک کہ خلیفہ نے جو حوالے اپنے خطاب میں بیان کیے تھے میں نے ان کو بھی چیک کیا ہے۔ (اتنی گہرائی سے بعض لوگ دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف کی جو آیتیں مَیں نے quote کی تھیں، کہیں وہ غلط تو نہیں، صرف دکھانے کے لیے تو نہیں۔ جاکے قرآن شریف چیک کیا ہے) کہتے ہیں میں تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ خلیفہ کا خطاب سن کر مجھے بہت حیرانگی ہوئی کہ خلیفہ نے امن اور بھائی چارے پر اتنا زور دیا ہے۔ بلاشک خلیفہ نے بہت اچھا خطاب کیا۔

مَیں یہ بار بار کہنے پر مجبور ہوں کہ میری حیرانگی کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ اسلام کی ایک امن پسند تصویر آپ نے دکھائی ہے جو یہاں عموماً نظر نہیں آتی۔ یقیناً اسلام کے بارے میں میرے نظریہ میں آج بہت بڑا اضافہ ہوا ہے کیونکہ اس سے پہلے میں اسلام کو اَمن کا مذہب تصور بھی نہیں کرسکتا تھا اور اسلام کی امن کی تعلیمات کا مجھے علم نہیں تھا۔

مَیں نے آج سب سے پہلے خلیفہ کا لجنہ سے خطاب مردانہ ہال کی سکرین پر دیکھا۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ خلیفہ ہیں مگر اس خطاب کو سن کے بھی بہت متاثر ہوا اور جب مہمانوں کے سٹیج پہ آئے تب مجھے پتہ لگا۔ تب مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میں براہِ راست آپ کو سنوں گا۔

ایک جرمن مہمان کیون (Kevin) صاحب کہتے ہیں میں تو خلیفہ کے خطاب کو سن کر حیران رَہ گیا ہوں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ کیا کہوں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہر ایک کو ان سب باتوں پر عمل کرنا چاہیے جو خلیفہ نے بیان کیں اور خلیفہ نے مسکراہٹ کے بارے میں جو بات بیان کی ہے وہ بہت ضروری ہے۔ اس کی کمی جرمنی میں بہت زیادہ ہے۔ خود اپنی باتیں بتا رہے ہیں کہ ہمیں مسکراتے رہنا چاہیے جو ہم میں نہیں ہے۔ اور ہمارے لوگ متاثر ہوجاتے ہیں۔ عورتوں کے مقام کے بارے میں آپ کے ارشادات سے مکمل طور پر متفق ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جو بھی خلیفہ نے بیان کیا وہ سب سچ ہے۔

ایک جرمن مہمان عیسائی کرسٹیان (Christian) کیتھولک ٹی وی کے نمائندے ہیں۔ کہتے ہیں: خلیفہ کا خطاب بہت متاثر کن تھا۔ خطاب کا دائرہ سامعین کی وسعت کے مطابق تشکیل دیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جس طرح خلیفہ نے بنیادی اصول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ بنیادی اصول بھی خدا نے سکھائے ہیں نہ کہ آج یونائیٹڈ نیشنز یا کسی اَور کے قائم کردہ ہیں۔ اس طرز پر باقی مذہبی راہنماؤں کو اس وضاحت کے ساتھ اپنے خطاب دینے چاہئیں۔ کہتے ہیں خلیفہ کا خطاب ایسا تھا کہ محض سن لینا کافی نہیں بلکہ اس پر بہت غور و فکر کرنا چاہیے کہ آپ کی بیان کردہ باتوں سے مراد کیا ہے۔ میں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بہت تحقیق کی ہے اور اسلام کے بارے میں میرا تصور بہت اچھا ہے۔ خلیفہ نے اسلام میں عورتوں کے بارے میں جو تعلیمات بیان کی ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں مگر میری خواہش ہے کہ لوگ یہ یاد رکھیں کہ یہ حقوق اور مقام کسی این جی او یا یو این او نے قائم نہیں کیے بلکہ خدا تعالیٰ نے مذہب کے ذریعہ سے قائم کیے ہیں۔

ایک جرمن مہمان یولیان (Julian) صاحب کہتے ہیں میری بات کر رہے ہیں کہ بڑے اوپن تھے اور میں نے ان کی مجلس میں بڑا ہمدرد انہیں محسوس کیا۔ جو باتیں کیں گہرے تجربے کی بنیاد پر بڑی گہری باتیں تھیں اور یہ کہ انسان جس ملک میں رہے اس ملک کی خدمت کرے۔ ہمسایوں کی تعریف کے ساتھ چالیس گھروں تک وسعت دینا یہ میرے لیے بڑی بات تھی کیونکہ یونہی حقیقی طور پر ہر ایک کا خیال رکھا جاسکتا ہے۔ عیسائیت نے بھی ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں تعلیمات دی ہیں مگر یہ نہیں بتایا کہ ہمسائیگی میں کون کون شامل ہیں۔ اسی وجہ سے صرف ساتھ والے کو ہمسایہ شمار کیا جاتا ہے جبکہ اسلام نے اس سے زیادہ بہتر تعلیم پیش کی ہے۔ یہ ایک عیسائی کہہ رہے ہیں۔

ایک جارجین خاتون کہتی ہیں، میں نے آج خلیفہ کے دونوں خطاب سنے۔ بہت متاثر ہوئی۔ ان خطابات نے آج یہ بات مجھے سمجھائی ہے کہ حقیقی integration کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب قوم اور انسانیت کی خدمت کرے۔ کہتی ہیں مجھے جلسہ سالانہ کا ماحول پسند آیا کیونکہ یہاں ہر قسم کی قوم و نسل کے اور ہر قسم کے لوگ بڑی محبت اور اتفاق سے اور پُرامن طور پر اکٹھے ہوئے تھے جو کہیں اَور دیکھنے کو نہیں ملتا۔ لجنہ کا جو خطاب تھا اس میں مجھے پہلی دفعہ پتہ لگا کہ اسلام میں عورتوں کا کیا مقام ہے۔ ایسی مسلمان عورتیں بھی گزری ہیں جنہوں نے جنگوں میں بھی حصہ لیا۔ یہ میرے لیے بڑی حیران کن بات تھی۔

مہمان علی بکر صاحب گرین مسلم پارٹی کے ترجمان کہتے ہیں خلیفہ کا خطاب دلچسپ، متاثر کن تھا۔ آپ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ معاشرے کے ہر طبقے کے لیے ضروری ہیں اور یہ کہنا کہ امن صرف مسلمان ممالک میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے میرے لیے بہت دلچسپ بات تھی۔

پھر ایک جرمن خاتون مہمان ماغی (Marie) صاحبہ ہیں۔ یہ مسلمان نہیں تھیں اس کے باوجود وہاں احترام کے لیے دوپٹہ اوڑھ کر بیٹھی تھیں۔ کہتی ہیں میں عیسائی ہوں اور خلیفہ کے خطاب کے دوران مجھے محسوس ہوا کہ ہمارا آپس میں فرق صرف معمولی ہے۔ ہم مل جل کر پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں اور میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ دوران خطاب میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میری آنکھیں نم ہوگئیں۔ انہوں نے عورتوں کے بارے میں جو تعلیمات بیان کی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام عورتوں کو جو حقوق دیتا ہے وہی ہیں جو خلیفہ کی تقریر میں بیان ہوئے اور جو دوسری کمیونٹیز بیان کرتی ہیں۔ میں نے خود جلسہ سالانہ پر مشاہدہ کیا ہے کہ ان تعلیمات پر عمل بھی کیا جاتا ہے، صرف تعلیم نہیں۔ کہتی ہیں: ان کی باتیں سیدھا دل کو چھونے والی تھیں اور میں نے یہاں لوگوں کو باتیں سن کے روتے بھی دیکھا ہے۔

جلسے پر سات ممالک کے انتالیس افراد نے بیعت کی بھی توفیق پائی جو ان دنوں متاثر ہوئے۔ اور ایک سربیا سے آنے والے مہمان اُورش (Uros) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں: جلسہ سالانہ دنیا بھر کی احمدیہ جماعت کے ممبروں کو جمع کرنے والی عالمی تقریب ہے۔ سب سے زیادہ بیعت کی تقریب نے میرے پر روحانی اور جذباتی اثر ڈالا ہے۔ پہلے لمحہ سے ہم سب نے ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ مجھے ایک بھی لفظ سمجھ نہیں آرہا تھا مگر جو کچھ بھی کہا گیا وہ کسی طرح میرے جسم اور دماغ سے گزرا اور کپکپی طاری ہوگئی جو مجھے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کے قریب تر لے گئی۔ بیعت کی وجہ سے مجھے آنسو آگئے تھے۔

ایک ترک نوجوان جان مرت (Jan Mert) صاحب ہیمبرگ سے ہیں۔ کہتے ہیں اس جلسے میں شامل ہو کر میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں کے دلوں میں فتح اسلام کے لیے ایک نہ بجھنے والی آگ جلادی ہے۔ جان مرت صاحب نے جلسے کے آخری دن تحریری بیعت کرنے کے بعد میرے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ یہ حالات تھے ان کے بعض لوگوں کے جو میں نے بیان کیے۔

جلسہ جرمنی میں میڈیا کوریج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اچھی ہوئی۔ چار ٹی وی چینل میں اے آر ڈی(ARD)، آر ٹی ایل، Regio ٹی وی، ایس ڈبلیو آر۔ ان ٹی وی چینل کے ذریعہ سے کہتے ہیں کہ اکتالیس ملین لوگوں تک جماعت کی، جلسے کی خبر پہنچی۔

اخبارات جرمنی کی گیارہ اخبارات نے مختلف خبریں اور آرٹیکل شائع کیے۔ اس کے ذریعہ سے بھی پچاس ملین سے زائد لوگوں تک جماعت کا پیغام اور جلسے کی خبر پہنچی۔

ریڈیو سٹیشن جو ہیں، پانچ ریڈیو سٹیشنز نے خبریں نشر کیں۔ ان کے ذریعہ بھی کہتے ہیں چودہ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔

آن لائن میڈیا کوریج کے ذریعہ دو ملین لوگوں تک پیغام پہنچا اور ٹوٹل اعداد و شمار جو ہیں اس کے ذریعہ سے ان کا خیال ہے ایک سو آٹھ ملین سے زائد افراد تک جلسہ سالانہ کی کوریج پہنچی ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ اس کے آئندہ بھی بہتر نتائج بھی پیدا کرے۔ یہ مختصر کوائف تھے جیسا کہ میں نے کہا میں نے لوگوں کے جو تاثرات لیے ہیں، بہت سے تاثرات تھے ان میں سے چند ایک میں نے لیے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ شکر اور احسان ہے کہ وہ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اسی طرح مختلف مساجد کے جو افتتاح ہوئے ہیں ان میں بھی لوگوں نے اپنے مثبت تاثرات دیے ہیں۔ بعض نے اظہار کیا کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ احمدیت کیا ہے، اسلام کی تعلیم کیا ہے، اسلام کس طرح حقوق العباد اور حقوق اللہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ مختلف فنکشنوں میں لوگوں نے اظہار کیا ہے، یہ سب باتیں سن کر آج ہمیں اسلام کی تعلیم کے بارے میں پتہ لگا اور ہماری رائے بدل گئی ہے۔

لوگوں نے شکوہ یہ بھی کیا ہے کہ ہمارے واقف احمدیوں نے بھی کبھی ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ نہیں کیا۔ پس اس بارے میں بھی تبلیغ کا مؤثر پروگرام بنانے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو بغیر کسی احساس کمتری کے اسلام کا تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کروانا چاہیے۔

مثلاً جلسے پر ایک ایرانی لڑکا آیا ہوا تھا۔ ہمارے ایک احمدی سے اس کی بات ہوئی۔ اس کو اس کا ایک احمدی دوست لے کے آیا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ میں یہاں آکے بڑا اپ سیٹ ہوں۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ اس نے کہا مجھے آج یہاں پتہ لگا ہے کہ تم لوگ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو نبی مانتے ہو۔ بہر حال جب اس کو تفصیل سے سمجھایا گیا کہ کس قسم کا نبی ہم مانتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا ہوا نبی مانتے ہیں، آپؑ کے دین کو پھیلانے والا اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا سمجھتے ہیں اور وہی عیسیٰ ہیں جس نے آنا تھا۔ کہتا ہے یہ سب تو ٹھیک ہے۔ میں مانتا ہوں مہدی عیسیٰ کا جو تمہارا نظریہ ہے ٹھیک ہے، عقل کو لگتا ہے لیکن میرے دوست نے مجھے کیوں نہیں بتایا! کئی سالوں سے میرا دوست تھا۔ تو بہر حال بغیر کسی احساس کمتری کے اپنے دوستوں کو، واقف کاروں کو ہمیں تبلیغ کرنی چاہیے اور اس بارے میں مؤثر تبلیغ کی ضرورت ہے۔

شعبہ تبلیغ کا صرف پمفلٹ تقسیم کر دینا، لیف لیٹس بانٹ دینا یا لیٹر بکسوں میں لیف لیٹس ڈال دینا مقصد پورا نہیں کرتا۔ امن کی باتیں تو ہم نے کر لیں اب اگلی بات کی ضرورت ہے کہ امن کس طرح قائم ہوگا۔ مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو مان کے قائم ہوگا اس لیے اس کو قبول کرو۔ تبلیغ کے لیے ہر موقع سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔

یہاں میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں کو ابھی بھی مذہب کی باتیں سننے میں دلچسپی ہے، ایک طبقہ ایسا ہے۔ پس ہمیں ایسے پروگرام بنانے چاہئیں کہ جہاں ایسے لوگوں کو بلایا جائے، ان سے باتیں کی جائیں۔

بہر حال ہمیں ہر جگہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ جہاں جہاں انتظامی کمزوریاں ہیں جلسہ کے انتظامات میں کسی بھی مستقل شعبہ میں، ان پر خاص طور پر غور کرنا چاہیے۔ صرف جلسے کے انتظامات نہیں، ہر شعبہ کو دیکھنا چاہیے۔ تبلیغ کا شعبہ اللہ کے فضل سے اچھا کام کرتا ہے لیکن ابھی بہتری کی بہت گنجائش ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہمیں رہنا چاہیے۔ اچھی پلاننگ کر کے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے دعا کرتے ہوئے اپنے کام کریں۔ بعض لوگوں نے بعض شکوے بھی کیے ہیں، آئندہ ان شکووں کو بھی دُور کرنا ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا۔ ان شاءاللہ ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ ہم نے، انتظامیہ نے بھی اور شاملین نے بھی جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ایک مہمان نے ذکر کیا کہ شاملین جلسہ کی کارروائی کے دوران اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ ان کو اچھا نہیں لگا۔ تو اس بات کو بھی خاص طور پہ دیکھنا چاہیے تربیت کے شعبے کو۔ اور بہتر رنگ میں اس میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور آئندہ سب کو بہتر رنگ میں جلسے کے مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 ستمبر 2023ء)

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء

آخری قسط

جماعت احمدیہ جرمنی کا مستقبل اور ہماری ذمہ داریاں

(مولانا صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی)

اس سال جماعت کو جرمنی میں قائم ہوئے ایک سو سال ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہم نئی صدی میں بھی داخل ہورہے ہیں۔اس موقع پر ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ 100 سال پورے ہونے پر ہم محض ایک منزل پر پہنچے ہیں، ہمارا سفر ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد اس سے بڑھ کر اور بلند منازل کی طرف ہمارے قدم اُٹھنے ہیں اور احمدیت کی ترقیات اور فتوحات کے نئے دَور میں ہم نے داخل ہونا ہے۔ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس نئے دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلنے والے ہیں جو سابقہ ترقیات سے کہیں بڑھ کر ہوں گے اور ہر آنے والا دن غیرمعمولی فتوحات کے ساتھ طلوع ہوگا،ان شاءاللہ۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ راہیں بھی ہموار کرتا چلا آرہا ہے جیسا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

اِسی طرح اہلِ مغرب کے حوالہ سے آپؑ کا یہ رؤیائے صادقہ بھی ان فتوحات کی منظر کَشی کرتا ہے:

’’مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر ذخّار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جارہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 388 مطبوعہ 2004ء)

چنانچہ جب ہم اس وقت یورپ اور خصوصاً جرمنی کے معاشرتی حالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو جو منظر سامنے آتا ہے اس میں ان پیش خبریوں کا مکمل عکس نظر آتا ہے۔ آپ علیہ السلام کے ظہور کے بعد سے عیسائیت مسلسل روبہ زوال ہے اور اب تو جرمنی میں بھی اس میں بہت تیزی آگئی ہے۔ بیشتر لوگ خاص طور پر نوجوان نسل عیسائیت سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور عیسائیت کو ماننے والوں کی تعداد بڑی سرعت سے کم ہو رہی ہے۔ چرچ خالی پڑے ہیں اور چرچ کی انتظامیہ ان کو فروخت کرنے پر مجبور ہے۔ ہر سال لاکھوں لوگ چرچ کو چھوڑ رہے ہیں۔ چرچ کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق سال 2022ء میں تقریباً ایک ملین لوگوں نے چرچ کو خیر باد کہا اور اگلے 35 سالوں میں 40 ہزار چرچ اور عیسائیوں کی مذہبی عمارتیں فروخت ہوجائیں گی گویا عیسائیت کی زمین تیزی سے سکڑتی جارہی ہے۔کناروں سے اللہ تعالیٰ ان کی صف لپیٹ رہا ہے۔کیا ان زمینی حقائق کی موجودگی میں اسلام احمدیت کی ترقی اور غلبہ میں کسی شک کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ہرگز نہیں۔ یہ وہ پیمانہ ہے جو اسلام کے غلبہ اور کامیابی کی نوید سنا رہا ہے۔ یہی وہ سنّت اللہ ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم کی اس آیت میں ہے۔

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ۔ (الانبیاء:45)

یعنی پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟ تو کیا وہ پھر بھی غالب آسکتے ہیں؟

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں، آئے ہیں پھل لانے کے دن

اِن کلمات کو کوئی توہین آمیز نہ سمجھے بلکہ یہ حقیقت حال کا اظہار ہے۔ اسی حقیقت حال کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ستمبر 1967ء میں ہمیں توجہ دلائی تھی:

''آسمان پر سے فرشتے نازل ہو چکے ہیں اور انہوں نے عیسائیت کو یورپ اور امریکہ کے ملکوں سے مٹا دیا ہے اب ہمارا کام ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوشش کر کے خدائے واحد کے جھنڈے ان ملکوں میں گاڑ دیں''۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 200)

دوسری طرف ان لوگوں کے دل اسلام کے آفاقی پیغام کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو چکے ہیں۔ وہ اب اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور احمدیت بڑی تیزی سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل، خلافت احمدیہ کی راہنمائی و برکت اور افراد جماعت کی شبانہ روز مساعی اور قربانیوں کے طفیل آگے ہی آگے بڑھتی جارہی ہے۔ ہر سال نئے سے نئے لوگ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ شہر شہر مساجد تعمیر ہو رہی ہیں، کئی بکنے والے چرچوں کو جماعت احمدیہ خرید کر خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے وقف کر چکی ہے۔ اس طرح جماعت کی زمین روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ گویا جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس تبلیغی مشن میں ایک طاقت ور انجن کا کام کر رہی ہے اور اسے تمام مسلمان فرقوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے جس کا جرمن لوگ بھی برملا اعتراف کرتے ہیں۔

پس اس سنہری اور روشن دَور کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے ہمیں انتہائی محنت، جانفشانی اور دعا سے کام لینا ہوگا۔ پہلے سے بڑھ کر جدوجہد کرنی ہوگی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے اس کو پورا کرنا ہوگا۔ خدمتِ دین کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ ہمارے اوپر بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ شکر کا اظہار اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ کرنے اور ان کو باحسن ادا کرنے کے ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے۔

غلبہ اسلام ایک آسمانی تقدیر ہے اور جرمنی میں اشاعت اسلام کا کام ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے اور یہی وہ خاص مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں لایا ہے اور یہ کام ہم نے ہی کرنا ہے۔ اور کوئی نہیں جو یہ کام کر سکے۔ جہاں کوئی اور کام کرنے والا ہو وہاں کوئی سستی بھی کر سکتا ہے لیکن جہاں ایک ہی کام کرنے والا ہو اس کی سستی کا نتیجہ خطرناک نکلتا ہے۔ پس اسلام کی ترقی کا انحصار صرف اور صرف ہم پر ہے۔ جو کام ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے اس کی مناسبت سے نہ ہمارے پاس مال ہے اور نہ تعداد کے لحاظ سے ہم دنیا کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خوب محنت کریں اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتے رہیں اور دیکھیں کہ ہر روز ہمارا قدم آگے بڑھ رہا ہے یا کہ نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1967ء میں دورہ یورپ میں لوگوں کو متنبّہ کیا تھا کہ اگلے پچیس تیس سال انسانیت کے لئے بڑے نازک ہیں۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے ایک مبلغ نے وہاں ایک خواب دیکھی کہ 64 سال کے بعد وہ واقعات ہوں گے۔ انہوں نے مجھے خواب لکھی۔ فوری طور پر میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بتایا ہے کہ جس رفتار سے تم چل رہے ہو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ 64 سال کے بعد موعودہ واقعات رونما ہونے والے ہیں۔ حالانکہ ہونے ہیں جلدی۔ اس واسطے اپنی رفتار تیز کرو''۔

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 202-203)

تاریخ مذاہب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قوم کی سستی سے خدائی وعدے مؤخر ہو جایا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کو قوم کی سستی کی وجہ سے موعود سرزمین جس کے فوری طور پر ملنے کا وعدہ تھا چالیس سال بعد جا کر بنی اسرائیل کو ملی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری سستی کی وجہ سے جرمنی میں اسلام کی فتح اور خدائی وعدوں کے پورا ہونے میں تاخیر ہو جائے۔ پس ہم نے سستی نہیں کرنی، اپنی رفتار کو بڑھانا ہے۔ آج اسلام کے مقابل پر بہت سے جھنڈے بلند ہیں۔ بت پرستی کا جھنڈا ہے، مادہ پرستی کا جھنڈا ہے، فحاشی اور بے حیائی کا جھنڈا ہے۔ جب تک یہ سب جھنڈے سرنگوں نہیں ہو جاتے۔ جب تک اس ملک میں تحمید و تکبیر کے نعرے بلند نہیں ہو جاتے ہم اپنے فرائض کو پورا کرنے والے قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

اس ترقی کو جاری رکھنے اور اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دین کی خاطر قربانیاں کرنے والوں اور دین کی خدمت کرنے والوں کی قدر کرتے رہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے پچھلے سو سال میں کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت میں حصہ ڈالا اور ان کو بھی جو اس وقت خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ہمیں اس طرف بلا رہے ہیں کہ ہم اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں اس لئے مالی قربانی کے لحاظ سے اور تبلیغ و تربیت کے لحاظ سے ہمیں اپنے اندر نیک تغیر پیدا کرنا ہے۔ ہر احمدی عورت، مرد بچہ، بوڑھا، کمزور، مضبوط اپنے اوپر فرض کر لے کہ میں احمدیت کی ترقی کے لئے اپنا وقت وقف کروں گا۔ اپنا اوّلین فرض اسلام احمدیت کی اشاعت کو سمجھوں گا۔ ہم نے اپنے اخلاق بھی درست کرنے ہیں تا کہ ہم اپنے بہترین نمونے کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچا سکیں اور ان کے دل بھی جیت سکیں۔

جرمنی میں اسلام کی فتح اور کامیابی ایسا اَمر ہے جو آسمان پر قرار پا چکا ہے۔ ناممکن ہے کہ زمینی حربے اور منصوبے اس کو محو کر سکیں۔ یہ خدا کے وسیع منصوبہ کا حصہ ہے۔ اس عظیم قوم کے بارے میں جو پیشگوئیاں کی گئی ہیں ان کے پورا ہونے کے دن بہت ہی قریب ہیں اور اس کے آثار ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو جماعت احمدیہ کی ترقی ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیت مسلسل روبہ زوال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذمہ جو کسرِ صلیب کا کام لگایا گیا تھا وہ اب خدا کے فضل سے اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں جرمن احمدیت کے

پرامن حصار میں آجائیں گے اور جرمنی کے طول وعرض میں احمدی ہی احمدی آباد ہوں گے، ان شاءاللہ۔

خدا خود ہی جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہوگی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہوگی

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپؑ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کی دوسری صدی میں داخل ہو جاؤ اور اس جوش، ولولے، جانفشانی اور دعا کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام اس عظیم قوم تک پہنچاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے دل اسلام کے لئے کھول دے اور ہمیں اپنی زندگیوں میں اسے فوج دَر فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنا نصیب ہو۔ اللہ کرے کہ ہماری یہ ترقیات آئندہ حاصل ہونے والی ترقیات کے لئے بطور بیج کے ہوجائیں اور آئندہ ترقیات کے ساتھ ان کو وہی نسبت ہو جو کہ ایک چھوٹے سے بیج کو ایک شاندار درخت کے ساتھ ہوا کرتی ہے، ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج ہی (یکم ستمبر 2023ء) خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے:

''امیر صاحب جرمنی گذشتہ دنوں مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ ہماری اگلی صدی کا ٹارگٹ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ جن چند باتوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ یہ ساری باتیں نہیں ہیں چند باتیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کیا یہ ہم نے اس گزری ہوئی صدی میں حاصل کرلی ہیں؟ کیا ہمارا خداتعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا ہوگیا ہے؟ کیا ہماری نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم ہوگئے ہیں؟ کیا ہم نماز کے اوقات میں دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں یا صرف مسجدیں بنانے پر ہی زور ہے؟ کیا ہم قرآنِ کریم کی تلاوت میں باقاعدہ ہیں؟ کیا ہم قرآنی احکامات کو تلاش کرکے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو دین سے جوڑنے کے لئے بھرپور کوشش کررہے ہیں؟ کیا ہمیں صرف اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کی فکر ہے یا ان کی دین کی بھی فکر ہے۔ کیا ہمارے اعلیٰ اخلاق آپس کے تعلقات میں وہ معیار حاصل کر چکے ہیں جو رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کا نظارہ دکھائیں ہمیں؟ کیا اعلیٰ اخلاق کے نمونے غیروں پر ظاہر کرکے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہم آگاہ کررہے ہیں یا صرف کہیں اعلیٰ اخلاق دکھا کر ہم یہ بتا رہے ہیں کہ ہم پُرامن لوگ ہیں۔

بہت سی جگہوں پر جب مجھے غیروں سے کچھ کہنے کا موقع ملا تو اکثر لوگوں نے یہی کہا ہے کہ ہمیں اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا پہلی دفعہ علم ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے تعلقات اور اخلاق اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال نہیں کررہے جس طرح کرنے چاہئیں۔ لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کرنے کا کیا فائدہ ہے جب اس سے اسلام کی تعلیم کا تعارف ہی لوگوں میں نہ ہو۔

پس پہلے یہ جائزہ لیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیاروں کو کس حد تک ہم نے حاصل کرلیا ہے۔ اگر حاصل کرلیا ہے جو میرے نزدیک ابھی حاصل نہیں ہوا تو پھر اور خود اپنے جائزے سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا۔ میرے کہنے کی ضرورت نہیں تو پھر اگلی صدی کا نیا ٹارگٹ کیا ہے۔ اگلی صدی کا ٹارگٹ یہی مختصر لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میں نے بیان کیا ہے۔ ہم یہ دعویٰ لے کر اُٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اس دنیا کو خداتعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے۔ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈالنا ہے۔ پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ جرمنی کی جماعت احمدیہ کو نئی صدی میں داخل ہونا چاہئے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ نصیحت کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل میں لگتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین''۔

اے مرے پیارے فِدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار

اِک صدی کی مَسافت صدی کا سفر

شکر صد شکر اے ذاتِ مُطلق ترا
تو اَحَد تو صمد تجھ پہ ایماں مرا
تجھ سے ہی معجزہ ہائے ثور و حرا
ہر نفس تیری حمد و ثنا قادرا

اپنے ایفائے وعدہ کو تعبیر دی
خود پیامِ مسیحا کو تشہیر دی
کارِ تبلیغ کو ایسی تاثیر دی
شہر اغیار میں شان و توقیر دی

دعوتِ دین کا یہ مبارک سفر
ابتدا جو ہوا سو برس پیشتر
تھی نہ کارِ جزا و سزا کی خبر
کشمکش سی تھی بر جادۂ خیر و شر
بَر رضائے خدا خالقِ بحر و بر
پھر دکھایا دُعاؤں نے اپنا اثر
ناتواں حوصلوں کو لگے بال و پَر
سہل ہوتی گئی ہر کٹھن رہ گزر
سو مساجد کی توفیقِ تعمیر پر
سربسجدہ ہیں ہم شاہِ زیر و زبر
با خدا خیر انجام شُد با ثمر
اِک صدی کی مَسافت صدی کا سفر

(حنیف تمنّاؔ، برلن)

تعارف کتب

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام روز و شب اسی فکر میں رہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کے افراد سچی اور حقیقی توبہ کر کے گناہوں سے نجات پائیں۔ جب بھی آپ اپنے احباب سے مخاطب ہوئے، تقویٰ، طہارت اور توبہ کی تحریک ہی فرمائی اور آپ کی زندگی کا واحد اور حقیقی مقصد یہی تھا کہ احباب جماعت پاک و صاف ہو کر خدا سے تعلق قائم کریں۔ آپ علیہ السلام نے 28 صفحات پر مشتمل ایک مضمون ’’گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟‘‘ کے عنوان سے جنوری 1902ء میں ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا۔

اس مضمون کے آغاز میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس رسالہ میں ہمارا یہ ارادہ ہے کہ دنیا کو دکھائیں کہ جس قدر ہمارا یہ زمانہ اپنی جسمانی حالت کے رُو سے ترقی کر گیا ہے اسی قدر اپنی روحانی حالت کے رُو سے تنزل میں ہے۔ یہاں تک کہ روحوں میں یہ برداشت ہی نہیں رہی کہ وہ پاک سچائیوں کو چھُو بھی سکیں بلکہ انسانوں پر ایک غور کی نظر ڈالنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ مخفی طور پر ایک بھاری کشش ان کو نیچے کی طرف کھینچ رہی ہے اور وہ دم بدم ایک گڑھے کی طرف حرکت کر رہے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں ’اسفل السافلین‘ کہہ سکتے ہیں‘‘۔

اس کا علاج حضور علیہ السلام یہ بیان فرماتے ہیں:

’’چونکہ یہ فلاسفی نہایت ہی صحیح ہے کہ ایک کشش کو صرف وہ کشش روک سکتی ہے جو اس کی نسبت بہت زبردست اور طاقتور ہو اس لیے یہ دنیا جو اس سفلی کشش سے متاثر ہو کر نیچے کی طرف کھینچی جا رہی ہے اس کا اوپر کی طرف رُخ کرنا بالکل جائے نااُمیدی ہے۔ جب تک ایک ایسی مخالف اور زبردست کشش آسمان سے پیدا نہ ہو جو مخالف پہلو کے یقین کو بڑھا دے یعنی جیسا کہ ایک یقینی نظر سے نفسانی بدعملیوں میں فوائد اور لذّات محسوس ہو رہے ہیں ان سے بڑھ کر رحمانی حکموں میں فوائد دکھائی دیں اور یقین کی نظر سے بدی کا ارتکاب مرنے کے برابر مشہود ہو جو دل کو پکڑ لے اور یہ یقین کی روشنی صرف آسمان سے اُس آفتاب کے ذریعہ سے آتی ہے جو امام الوقت ہوتا ہے‘‘۔

اس پُرفتن دَور کے بارہ میں گزشتہ پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ آسمانی فرشتوں اور زمینی شیطانوں کی ایک آخری لڑائی ہے جس پر اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور بعض نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس لڑائی کو ایک جسمانی لڑائی سمجھ لیا ہے جو تلوار اور بندوق سے ہوتی ہے۔ مگر وہ لوگ غلطی پر ہیں اور اپنی سفلی عقل اور حماقت سے روحانی جنگ کو جسمانی جنگ کی طرف کھینچ کر لے گئے ہیں‘‘۔

مذاہب اور دنیا کی زبوں حالی، گناہ اور فتنہ و فساد کے ہر دم بڑھتے جانے کا ذکر فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام گناہ سے نجات کا حل یوں پیش فرماتے ہیں:

’’دَرحقیقت گناہوں سے پاک ہونے کے لئے اس وقت سے جو انسان پیدا ہوا آج تک جو آخری دن ہیں صرف ایک ہی ذریعہ گناہ اور نافرمانی سے بچنے کا ثابت ہوا ہے اور وہ یہ کہ انسان یقینی دلائل اور چمکتے ہوئے نشانوں کے ذریعہ سے اس معرفت تک پہنچ جائے کہ جو دَرحقیقت خدا کو دکھا دیتی ہے اور کھل جاتا ہے کہ خدا کا غضب ایک کھا جانے والی آگ ہے اور پھر تجلّیِ حسنِ الٰہی ہو کر ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر یک کامل لذّت خدا میں ہے‘‘۔

اس عرفان کی مزید تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں:

گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے

’’سوچو اور خوب سوچو کہ جہاں جہاں سزا پانے کا پورا یقین تمہیں حاصل ہے وہاں تم ہرگز اس یقین کے برخلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ بھلا بتلاؤ کیا تم آگ میں اپنا ہاتھ ڈال سکتے ہو؟ کیا تم پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اپنے تئیں گرا سکتے ہو؟ کیا تم کنوئیں میں گر سکتے ہو؟ کیا تم چلتی ہوئی ریل کے آگے لیٹ سکتے ہو؟ کیا تم شیر کے منہ میں اپنا ہاتھ دے سکتے ہو؟ کیا تم دیوانہ کتے کے آگے اپنا پیر کر سکتے ہو؟ کیا تم ایسی جگہ ٹھہر سکتے ہو جہاں بڑی خوفناک صورت سے بجلی گر رہی ہے؟ کیا تم ایسے گھر سے جلد باہر نہیں نکلتے جہاں شہتیر ٹوٹنے لگا ہے یا زلزلہ سے زمین نیچے کو دھنسنے لگی ہے۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو ایک زہریلہ سانپ کو اپنے پلنگ پر دیکھے اور جلد کود کر نیچے نہ آئے۔ بھلا ایک ایسے شخص کا نام تو لو کہ جب اس کے کوٹھہ کو جس کے اندر وہ سوتا تھا آگ لگ جائے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر باہر کو نہ بھاگے تو اب بتلاؤ کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں ان تمام موذی چیزوں سے علیحدہ ہو جاتے ہو مگر وہ گناہ کی باتیں جو ابھی میں نے لکھی ہیں ان سے تم علیحدہ نہیں ہوتے‘‘۔

اگر ہم مختصر سے رسالہ کو پڑھ کر اس پر عمل کرلیں تو ناممکن ہے کہ وہ عرفان کے اُس مقام کو حاصل نہ کرسکیں جس میں محبّت الٰہی نیکیوں کی تحریک کرتی اور خوفِ خدا برائیوں سے روکتا ہے۔ اگر یہ نصائح ہر دل پر اثر کریں تو یہی دنیا جنّت بن جائے۔

قسط سوم

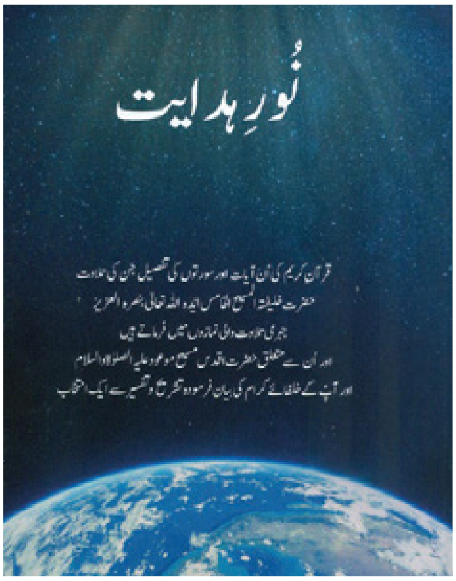

نورِ ہدایت

(مرتّبہ: مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

سلطان القلم حضرت امام آخرالزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ سورۃ الفاتحہ کی پُر معارف تفسیر

’’جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ اور قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے لگے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے جیسا کہ قرآنِ کریم میں حکم ہے۔ کیونکہ کبھی شیطان خداتعالیٰ کی رکھ میں چوروں کی طرح داخل ہو جاتا ہے اور اس حرم کے اندر آجاتا ہے جو معصومین کا محافظ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ سورۃ فاتحہ اور قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اپنے بندوں کو شیطان کے حملہ سے بچائے، اُسے اپنے حربہ سے پسپا کرے، اس کے سر پر تبر رکھے اور غافلوں کو غفلت سے نجات دے۔ پس اس نے شیطان کو دھتکارنے کے لئے جو قیامت تک راندۂ درگاہ ہے اپنے ہاں سے بندوں کو ایک بات سکھائی اور اس مخفی امر یعنی تعوّذ میں یہ راز ہے کہ شیطان قدیم سے انسان کا دشمن ہے اور وہ اسے پوشیدہ اور اچانک طور پر ہلاک اور برباد کرنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز انسان کو تباہ کرنا ہی ہے اس لئے اس نے اپنے نفس پر یہ لازم کر لیا ہے کہ وہ ہر اُس امر کی طرف کان لگائے رکھے جو خدائے رحمان کی طرف سے لوگوں کو جنّت کی طرف بلانے کے لئے نازل ہوتا ہے اور وہ اپنی تمام تر کوشش گمراہی اور فتنہ کے پھیلانے میں خرچ کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بعثت کے ذریعہ اس کے لئے ناکامی اور تلخیاں مقدّر کر رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے (شروع میں) قتل تو نہیں کیا بلکہ اُسے اس وقت تک مہلت دے دی جب مُردے خداتعالیٰ بزرگ و برتر کی اجازت سے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور اس نے تعوّذ میں الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کے الفاظ رکھ کر اس کے قتل کی خبر دی ہے۔ پس یہی وہ کلمہ ہے جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے قبل پڑھا جاتا ہے۔

اور یہ رجیم وہی ہے جس کے حق میں ایک خاص وعید آئی ہے۔ اس سے میری مراد وہ دجّال ہے جسے مسیح موعود (قاتل دجّال) ہلاک کرے گا اور رجیم کے معنے قتل کے ہیں۔ جیسا کہ عربی زبان کی کتبِ لغت میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ پس رجیم وہی دجل کرنے والا ہے جو آئندہ زمانہ میں ہلاک کیا جائے گا۔ یہ اس خداتعالیٰ کا وعدہ ہے جو اپنے بندوں کا لحاظ رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے الفاظ اٹل ہوتے ہیں۔ پس خدائے رحیم کی طرف سے مسلمانوں کے لئے یہ بشارت ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک وقت دجّال کو ہلاک کیا جائے گا جیسا کہ لفظ رجیم سے واضح ہے۔

(1) اس مقام میں رجم کے معنے جیسا کہ مجھے مخلوق کے ربّ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔

(2) وہ کمینوں کو عاجز کرنا اور ایسے دشمنوں کو لاجواب کرنا ہے جو اندھیرے کی پناہ گاہ ہیں۔

(3) اور ایسی ضرب لگانا ہے جو خصومت کو جڑ سے اکھیڑ دے ہماری مراد اس سے تلوار کی ضرب نہیں۔

اب وہ زمانہ آ گیا ہے جس میں باطل ہلاک ہو جائے گا اور جھوٹ اور اندھیرا باقی نہیں رہے گا۔ تمام مذاہب سوائے اسلام کے مٹ جائیں گے اور زمین انصاف، عدل اور نور سے بھر جائے گی جیسا کہ وہ پہلے ظلم، کفر، تعدّی اور جھوٹ سے پُر تھی۔ پس اس وقت اس گروہ دجّال کو جس کی ہلاکت کا وعدہ پہلے سے دیا گیا ہے قتل کیا جائے گا۔ اس جگہ قتل سے ہماری مراد صرف اس کی طاقت توڑ دینے اور اس کے قیدیوں کو آزاد کر دینے سے ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسے شیطان رجیم کہتے ہیں اس سے وہی دجّال لئیم، خنّاس قدیم مراد ہے جس کا قتل کیا جانا ایک موعود امر تھا اور ایسا اہم امر تھا جو پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر واجب قرار دیا کہ وہ سورۃ فاتحہ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھیں تا کہ پڑھنے والے کے ذہن نشین رہے کہ دجّال کا زمانہ اس قوم کے زمانہ سے تجاوز نہیں کرے گا جس کا ذکر ان سات آیتوں میں سے آخری آیت میں کیا گیا ہے اور اللہ کی یہ تقدیر ابتدائے زمانہ سے مقرر تھی کہ

مذکور شیطان رجیم آخری زمانہ میں قتل ہوگا اور لوگ اس زہریلے اژدہا کے ڈسنے سے اَمان پا جائیں گے۔ پس اب زمانہ اپنے انتہائی دَور میں پہنچ گیا ہے اور دنیا کی عمر سبع مثانی کی سات آیات کی طرح شمسی اور قمری حساب سے ساتویں ہزار سال میں پہنچ گئی ہے۔ آج یہ شیطان رجیم ایسے گروہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جو اس کے لئے بروزی لباس کی حیثیت رکھتا ہے اور گمراہی اس قوم پر ختم ہوگئی ہے جس کا ذکر سورۃ فاتحہ کے آخری الفاظ میں آیا ہے اور اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو روشن طبع ہو۔

اور یہ دجّال صرف آسمانی حربہ سے ہی ہلاک کیا جائے گا۔ یعنی بشری طاقت سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی قتل ہوگا۔ پس نہ کوئی لڑائی ہوگی نہ مار پیٹ۔ بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وقوع پذیر ہوگا اور یہ دجّال (شیطان) ہر صدی میں اپنی ذرّیت میں سے بعض کو مقرر کرتا رہا تا مومنوں، موحّدوں، نیکوکاروں، حق پر قائم لوگوں اور اس کے طالبوں کو گمراہ کرے اور دین کی عمارتوں کو گرادے اور اللہ تعالیٰ کی کتب کو پارہ پارہ کردے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ دجّال آخری زمانہ میں قتل کیا جائے گا اور نیکی ہر قسم کی خرابی اور سرکشی پر غالب آجائے گی اور زمین بدل دی جائے گی اور اکثر لوگ خدائے رحمان کی طرف رجوع کرلیں گے۔ زمین اپنے ربّ کے نور سے روشن ہوجائے گی اور قلوب شیطانی تاریکیوں سے باہر آجائیں گے۔ یہی باطل کی موت، دجّال کی موت اور اس بڑے اژدہا کا قتل ہے۔

کیا لوگ کہتے ہیں کہ دجّال ایک شخص ہے جو کسی زمانہ میں قتل کیا جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ دجّال تو وہ مردود شیطان ہے جو بدیوں کا سرچشمہ ہے۔ اُسے آخری زمانہ میں جہالتوں کے دُور کرنے اور بدیوں کو مٹانے کے ذریعہ قتل کیا جائے گا۔ یہ خدائے رحیم کا سچا وعدہ ہے جیسا کہ خدا کے الفاظ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس ہمارے پروردگار کی پیشگوئی راستی و عدل سے اس زمانہ میں پوری ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف نظر کرم فرمائی بعد اس کے کہ اس پر مصائب و تکالیف وارد ہوئیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو اس خنّاس شیطان کے قتل اور اس جھگڑے کے چکانے کے لیے نازل کیا۔

اور شیطان کا نام رجیم بطور پیشگوئی رکھا گیا ہے کیونکہ رجم کے معنے بلاشک وشبہ قتل کرنے کے ہیں اور جب مقدر یوں تھا کہ یہ دجّال خدائے ذوالجلال کے مسیح کے نازل ہونے کے زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے قبل ہی ان لوگوں کی تسلّی اور بشارت کے لئے جو گمراہی کے زمانہ سے ڈرتے ہیں خبر دے دی۔ (اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 89-81)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ آیت سورۃ ممدوحہ (یعنی سورۃ فاتحہ) کی آیتوں میں سے پہلی آیت ہے اور قرآنِ شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآنِ شریف میں یہ آیت آئی ہے اور جس قدر تکرار اس آیت کا قرآنِ شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اس قدر تکرار نہیں پایا جاتا۔ اور چونکہ اسلام میں یہ سنّت ٹھہر گئی ہے کہ ہر یک کام کے ابتدا میں جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرّک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پاگئی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بے خبر مطلق ہو۔ تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اس کو بے خبری نہیں ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتوں پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہئے۔ سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندوں کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم کی جائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربّانی کے رُو سے ذاتِ مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور منزّہ عن جمیع رذائل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے۔ اس اسم اعظم کی بہت سی صفات میں سے جو دو صفتیں بسم اللہ میں بیان کی گئی ہیں یعنی صفتِ رحمانیت و رحیمیت انہیں دو صفتوں کے تقاضا سے کلامِ الٰہی کا نزول اور اس کے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفتِ رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفتِ رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائے گا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جُود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ تمام جود اور بخشش صفتِ رحمانیت کے رو سے ہے۔ اَور کوئی شخص دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کے رُو سے اترا ہے۔ اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعویٰ کرسکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اس کی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دَم مارنے والے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنے والے اب تک ہزاروں لوگ گزرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اُس کے فرائض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا اُنہیں خاص وقتوں میں نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام اُنہیں لوگوں پر نازل ہو کہ جو تقدّس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں لیکن یہ ہرگز ضرور نہیں کہ ہر جگہ تقدّس اور پاک باطنی کلامِ الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدائے تعالیٰ کی حقّانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروراتِ حقّہ سے وابستہ ہے۔ پس جس جگہ ضروراتِ حقّہ پیدا ہوگئیں اور زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلامِ الٰہی نازل ہو اسی زمانہ میں خدائے تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ میں گو لاکھوں آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متّصف ہوں اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں ان پر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعتِ حقّانی پر مشتمل ہو۔ ہاں مکالمات و مخاطبات حضرتِ احدیّت کے

بعض پاک باطنوں سے ہوجاتے ہیں اور وہ بھی اس وقت کہ جب حکمتِ الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورتِ حقّہ پیدا ہو۔

کسی فردِ انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہوجانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہوکر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفتِ رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے۔ اور اسی جہت سے خدائے تعالیٰ نے بعد ذکر صفتِ رحمانیت کے صفتِ رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلامِ الٰہی کی تاثیریں جو نفوسِ انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفتِ رحیمیت کا اثر ہے۔ جس قدر کوئی اعراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جس قدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے۔ اسی قدر کلامِ الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسی قدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علاماتِ خاصہ مقبولانِ الٰہی کی اس میں پیدا ہوجاتی ہیں۔

یہ آیت قرآنِ شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدّعا یہ ہے کہ تا اس ذات مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ سے مدد طلب کی جائے جس کی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالبِ حق کے لئے محض تفضّل اور احسان سے اسبابِ خیر اور برکت اور رُشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنے والوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے جدوجہد پر ثمراتِ حسنہ مترتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں یعنی رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہیں سکتا اور اگر غور کرکے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کے لئے یہ دونوں صفتیں ہر وقت اور ہر لحظہ کام میں لگی ہوئی ہیں۔

آیتِ ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآنِ شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفاتِ کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے۔ صفتِ رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذاتِ کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے اس سب اسباب کو محض لُطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلامِ الٰہی کی متابعت میں جدوجہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا، فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا، وقتِ صفا میسر آجانا، طاقتوں اور قوتوں کا قائم ہونا، کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسائش اور امن میں خلل ڈالے، کوئی ایسا مانع نہ آپڑنا کہ جو دل کو متوجہ ہونے سے روک دے۔ غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفتِ رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور صفتِ رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمراتِ حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچاوے اور اس کی سعی اور جدوجہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے۔ پس اس طور پر خدائے تعالیٰ کی دونوں صفتوں رحمانیت اور رحیمیت سے کلامِ الٰہی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر یک ذیشان کام کے ابتدا میں تبرک اور استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہوکر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلّی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند قادرِ مطلق سے اس کی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے۔ (براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 423-414 حاشیہ نمبر 11)

اِسم کا لفظ (جو بِسمِ اللّٰہ میں آیا ہے) وَسْمٌ سے مشتق ہے اور وَسْمٌ عربی زبان میں داغ دینے کے نشان کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لغتِ عرب میں اِتَّسَمَ الرَّجُلُ اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنے لئے کوئی ایسی علامت مقرر کرلے جس سے وہ پہچانا جا سکے اور عوام النّاس اُسے دوسرے اشخاص سے الگ سمجھ سکیں اور اہلِ زبان کے نزدیک وَسْمٌ کے لفظ سے ہی سِمَةُ الْبَعِیْرِ اور وِسَامُ الْبَعِیْرِ مشتق ہے۔ جس کے معنے اونٹ پر داغ دے کر کوئی شکل بنانے کے ہیں تا وہ شکل اُس کی شناخت میں ممد ہو۔ اور اسی لفظ وَسْمٌ سے اہلِ عرب کا یہ محاورہ ہے اِنِّیْ تَوَسَّمْتُ فِیْهِ الْخَیْرَ وَمَا رَأَیْتُ الضَّیْرَ یعنی میں نے اس کے چہرے پر غور کیا اور اس پر کوئی شر کی علامت نہ دیکھی اور نہ ہی میں نے اس کی زندگی میں بدی کا کوئی نشان پایا۔ پھر اسی لفظ وَسْمٌ سے وَسْمِیٌّ کا لفظ نکلا ہے جس کے معنی موسم بہار کی پہلی بارش کے ہیں کیونکہ جب وہ برستی ہے تو زمین پر پانی بہنے کے نشان بناتی ہے جیسے چشمے اپنے بہنے سے نشان بناتے ہیں۔ اسی طرح اَرْضٌ مَّوْسُوْمَةٌ زمین کو اُس وقت کہتے ہیں جب اس پر موسم بہار کی پہلی بارش بروقت برسے اور بہہ کر کسانوں کے دلوں کو تسکین دے۔ پھر اسی لفظ وَسْمٌ سے مَوْسِمٌ نکلا ہے جیسے مَوْسِمُ الْحَجِّ ہے اور مَوْسِمُ السُّوْقِ اور دوسرے مَوَاسِم ہیں۔ کیونکہ یہ ایسے مواقع ہیں جن میں کسی نہ کسی مقصد کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور مِیْسَمٌ کا لفظ بھی وَسْمٌ سے ہی مشتق ہے جس کا اطلاق حسن و جمال پر ہوتا ہے اور اکثر حالتوں میں خوبصورت عورتوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان اور عرب شعراء کے دیوانوں کی چھان بین کرنے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ اس لفظ کو زیادہ ترخیر کے مواقع پر ہی استعمال کرتے تھے، خواہ وہ دنیا کی خیر ہو یا دین کی اور آپ جانتے ہیں کہ عوام النّاس کے نزدیک کسی چیز کا اسم وہ ہوتا ہے جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے لیکن خواص اور اہلِ علم کے نزدیک اسم شے کی اصل حقیقت کے لئے بطور ظِلّ کے ہے بلکہ یہ اَمر یقینی ہے کہ اشیاء کے جو نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یہ تمام نام ان چیزوں کے لئے ان کی نوعی صورتوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ نام معانی اور علومِ حکمیہ کے پرندوں کے لئے بمنزلہ گھونسلوں کے ہیں۔ اور اس بابرکت آیت میں اللہ، رحمان اور رحیم ناموں کا یہی حال ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے خصائص اور اپنی مخفی ماہیت پر دلالت کرتا ہے۔

مرتّبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

گزشتہ قسط میں Prussia کا ذکر آیا تھا کہ یہ یورپ کی پانچ بڑی طاقتوں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسط میں Prussia کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا جائے۔ کیونکہ آنے والی قسطوں میں بھی اس علاقے کی اہمیت قائم رہے گی۔

Prussia میں Baltic علاقے کی ایک نسل آباد تھی جنہیں Prussians کہا جاتا ہے۔ اس علاقے کا بڑا حصہ آج پولینڈ میں واقع ہے۔ کچھ اقساط پہلے یہ ذکر آیا تھا کہ تیرھویں صدی میں جرمن سپاہیوں کے ایک Order نے حاکمِ وقت کی اجازت سے پولینڈ کے مغربی حصے پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔ اور وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اور وہ جرمن نسلیں بھی بعد ازاں Prussians کہلانے لگی تھیں۔ Poland کا مشہور شہر Danzig اُس وقت Prussia کا حصہ تھا جس پر تسلط قائم ہو چکا تھا۔ پندرھویں صدی میں Prussia تقسیم ہوا۔ اس وقت مشرقی Prussia میں بادشاہت قائم ہو گئی، جبکہ مغربی Prussia کا ایک حصہ Poland کے بادشاہ نے جاگیر کے طور پر 1415ء میں Hohenzollern کے خاندان کو دے دیا۔ یہ خاندان Brandenburg کے علاقے پر بھی حکومت کرتا تھا، گو کہ حاکم مختلف تھے تاہم خاندان ایک تھا۔ 1618ء میں Prussia کے آخری حاکم کی وفات ہو گئی۔ لہٰذا Prussia, Brandenburg کے حاکم Johann Sigismund کو وراثت میں مل گیا۔ لیکن اس کا کچھ حصہ اب بھی Poland کے بادشاہ کی جاگیر تھی۔ 1640ء میں Friedrich Wilhelm نیا Prince-Elector بنا اور اس طرح Brandenburg اور Prussia کا نیا حاکم بن گیا۔ Friedrich Wilhelm نے Prussia پر بہت ذہانت سے حکومت کی۔

یورپ کی بڑی طاقتیں Prussia میں اپنا معاون ڈھونڈ رہی تھیں، اور Friedrich Wilhelm نے اپنی اس حیثیت کا خوب فائدہ اٹھایا۔ اس نے اپنی بھرپور توجہ فوج کی تشکیل پر دی اور دیکھتے دیکھتے وہ ایک بہت طاقتور خود مختار حاکم بن گیا۔ فرانس کے لوئی کی طرح Friedrich Wilhelm بھی مطلق العنان طرزِ حکومت کی طرف رُخ کر رہا تھا۔ سب سے پہلے ٹیکس کی وصولی کو اس نے اپنے قبضے میں لیا۔ 1657ء میں Friedrich Wilhelm پولینڈ سے مکمل خود مختاری حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ایک کام جو Friedrich Wilhelm نہ کر سکا وہ اس کے بیٹے نے کر دکھایا۔ اس کا بیٹا Friedrich III 1701ء میں Prussia کا بادشاہ بن گیا، کیونکہ اس سے پہلے اس کے والد نے Poland سے مکمل طور پر آزادی حاصل کر لی تھی۔ چونکہ وہ Brandenburg کا Prince- Elector بھی تھا تو جرمن رومی قیصر اپنے ساتھ کسی کو بادشاہ بننے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا، اس لیے Friedrich III محض "King in Prussia" کہلاتا تھا نہ کہ "King of Prussia"۔ یہ Fredrich III کی بادشاہت کا سب سے اہم قدم تھا۔

اب Prussia بادشاہت بھی بن چکا تھا اور اس کی زمینی وسعت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ یوں Prussia یورپ کی بڑی طاقتوں میں سے ایک طاقت گنا جانے لگا تھا۔ اگلے بادشاہ Friedrich I نے بھی زیادہ توجہ اپنی فوج کو بڑھانے پر دی اور Prussia ایک Military state بن گیا۔ آمدن کا 75 فی صد حصہ فوج پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اونچے قد والے مردوں کو فوج کی ایک خصوصی کمانڈ میں داخل کیا جاتا اور یہ Langenkerls یعنی ''لمبے مردوں'' کے نام سے جانے جاتے تھے، جن کا رُعب یورپ میں قائم کرنا مقصود تھا۔

جرمنی کا نقشہ میں Prussia کی سلطنت سبز رنگ میں، (1866ء)

لیکن اس کی توجہ محض اس طرف نہیں تھی۔ اس نے ہر قسم کے تعیش کو ختم کیا۔ اور نظم وضبط اور قناعت پر خصوصی توجہ دی۔ اسی طرح وہ بچوں کی تعلیم اور ہسپتالوں کی تعمیر کی طرف بھی متوجہ رہا۔ اس کے بعد Friedrich II کی حکومت آئی۔ اس نے بڑی فوج کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور Prussia کی مملکت پہلے سے دوگنا بڑھ گئی۔ Prussia اب جرمنی کے شمال مشرق سے مغرب تک کی زمین اپنے نام کر چکا تھا۔ Friedrich II اب Friedrich The Great کہلانے لگا تھا۔ اپنی مملکت کی وسعت کے علاوہ اس نے معیشت، تعلیم، فلسفے اور ثقافت کو بڑھانے پر بھی خوب کام کیا۔ Friedrich II کو فرانس سے خاص قسم کا اُنس تھا جبکہ فرانس اس کا دشمن تھا۔ بجائے جرمن لکھنے کے وہ فرنچ زبان میں لکھتا تھا اور فرنچ فلسفی Voltaire سے بھی اس کی فرنچ میں گفتگو ہوا کرتی تھی۔ آسٹریا کے خلاف Prussia نے ایک سات سالہ جنگ لڑی، جس میں آسٹریا کو فرانس کی حمایت بھی حاصل تھی، لیکن Prussia انہیں ہرانے میں کامیاب ہوا۔ اسی وجہ سے باقی جرمن علاقے Prussia سے متاثر ہونے لگے تھے۔ اور وہ Prussia میں ایک مکمل جرمن بادشاہت دیکھنے لگے تھے جو صرف یورپی ہی نہیں بلکہ عالمی طاقت بن سکتا تھا۔ لیکن یہی وہ دور تھا کہ جب فرانس میں Napoleon حکومت میں آ گیا۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin
Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin
Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

فلسطین اسرائیل تنازعہ اور جماعت احمدیہ کا کردار

مکرم پروفیسر نصیر حبیب صاحب۔ یوکے

انیسویں صدی کے تناظر میں جب سائنس اور فلسفہ کے جدید نظریات فروغ پا رہے تھے۔ 1859ء میں چارلس ڈارون کی کتاب منظر عام پر آئی جس میں بقائے اَصلح کا نظریہ متعارف کروایا گیا جس کے مطابق بعض انواع بعض انواع سے بہتر قرار دی گئیں، اس لئے کہ وہ فطرت کے قانون سے ہم آہنگ ہونے کی بہتر صلاحیت رکھتی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں سوشل ڈارون ازم کا نظریہ سامنے آیا کہ جس طرح بعض انواع بعض انواع سے بہتر ہیں اسی طرح بعض اقوام بھی بعض اقوام سے بہتر ہیں۔ ان کے حقوق زیادہ ہیں۔ یہ سمجھ لیا گیا کہ کائنات میں بعض قوتیں اور قوانین کارفرما ہیں جن کی حکمرانی ہے۔ خداتعالیٰ کا کوئی عمل دخل نہیں اگر خدا ہے بھی تو وہ الگ تھلگ بیٹھا ہے۔ لہٰذا طاقتور اقوام کو یہ حق ہے کہ وہ مہر و ماہ و انجم کے محاسب کا کردار ادا کریں۔

All are equal but some are more equal.

یہ تصور مولائے کل ختم الرسل ﷺ کے حیات آفریں پیغام کے خلاف بغاوت تھی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کسی عجمی کو عربی پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور فضیلت کا معیار محض تقویٰ ہے۔ چنانچہ اس حیات آفریں پیغام سے بغاوت کے نتیجے میں دنیا حصن حصین سے باہر نکل آئی اور قوموں کے درمیان مفادات کے حصول کے لئے اور اپنے خود ساختہ حقوق کو دوسری اقوام سے منوانے کی کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ حالانکہ اس وقت عالمی تجارت فروغ پا رہی تھی لیکن بے انصافی کے رویے اور غلط معیار اس کی راہ میں رکاوٹ بن گئے۔ اس وقت خدا کے ایک فرستادہ نے جس کا دل عشق مصطفیٰ سے لبریز اور آنکھ مدینہ و نجف کے سرمے سے روشن تھی، آسمانی بادشاہت کے نقارے پہ ضرب لگائی اور پیغام حق کو دنیا تک پہنچایا۔

''اے یورپ تو بھی اَمن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا''[1]۔

لیکن جس وقت یہ پیغام دیا گیا کوئی اس امر کا اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ جو خداتعالیٰ کی تعلیمات کو نظرانداز کرکے مکروہ کام کئے جارہے ہیں وہ کیا تباہی لانے والے ہیں۔ چنانچہ 1908ء میں ونسٹن چرچل کہہ رہا تھا:

"The unity and solidarity of the civilised world grows stronger from year to year and almost from month to month"[2].

''مہذب دنیا میں اتحاد و یکجہتی کا عمل سال بہ سال اور ماہ بہ ماہ فروغ پا رہا ہے''۔

1-حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269

2-Report of the proceedings of the international free trade congress: 1908 page 7

لیکن خدائے واحد ویگانہ کے بارے میں یہ نعرے لگ رہے تھے ''Gott ist tot''۔ اور اس کی جگہ قوم و وطن کو خدا کا درجہ دے دیا گیا۔ اسی تناظر میں صیہونی تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ یورپ میں یہودی کمیونٹی اگرچہ اثر و رسوخ رکھتی تھی لیکن یورپ میں بھی وہ محسوس کرتے تھے کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ فرانس میں Alfred Dreyfus پر جو کہ ایک یہودی تھا، غدّاری کا مقدمہ چلا۔ جس کے نتیجہ میں Theodor Herzl نے ایک سیاسی تحریک کی بنیاد رکھی جس نے یہ نتیجہ نکالا۔

"That anti-semistism would not end and that the solution was Jewish statehood"[3].

اس دوران اس واحد و یگانہ نے جو ایک مدّت تک خاموش رہا ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھانے کا فیصلہ کیا اور دنیا پہلی جنگ عظیم کی طرف بڑھنے لگی۔ یہودی کمیونٹی امریکہ اور یورپ میں اپنا اثرورسوخ رکھتی تھی لہٰذا حکومت برطانیہ ان کی حمایت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ جنگ عظیم اوّل سے پہلے فلسطین کا علاقہ بین الاقوامی قوتوں کے لئے نہایت اہمیت اختیار کر گیا۔ فلسطین جو کہ شام کا حصہ تھا گزشتہ چار صدیوں سے سلطنت عثمانیہ کے زیرِ اقتدار تھا اور سلطنت عثمانیہ کے ضعف کے آثار کر دیکھ یورپی اقوام اس علاقہ میں اپنا اثرورسوخ قائم کرنا چاہتی تھیں۔ حکومت برطانیہ کے لئے فلسطین نہر سویز کے قریب ہونے کی وجہ سے نہایت اہم تھا کیونکہ یہ ہندوستان کے ساتھ رابطہ کا قریبی ذریعہ تھا۔ لہٰذا حکومت برطانیہ نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے یہودیوں کی سرپرستی کا فیصلہ کرلیا۔

"Churchill then adopted the idea of a strong free Jewish state astride the bridge between Europe and Africa[4]."

1897ء میں پہلی صیہونی (Zionist) کانگرس منعقد ہو چکی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ

To create a state in Palestine for Jewish people[5].

جدید صیہونی تحریک کا بانی تھیوڈر ہرزل سلطنت عثمانیہ کے وزیر رفعت پاشا اور سلطان کے سیکرٹری عزت بے سے بھی ملا۔ عزت بے نے ایک نجی ملاقات میں ہرزل کے بعض مطالبات سے اتفاق کیا۔

"Izzat Bey proved open to some of Herzl's proposals, especially those relating to Zionist economic compensation to the failing Ottomon Empire in return for Eretz Israel[6]."

1897ء میں تھیوڈر ہرزل نے باسل میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا اور اپنے پروگرام کا اعلان کیا۔

"The purpose of Zionist movement was to creat a state in Palestine for Jewish people[7]."

جنگِ عظیم اوّل کے آغاز کے ساتھ صیہونی تحریک کو تقویت ملی۔ نومبر 1917ء میں لارڈ بالفور (Arthur Balfour) نے حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا۔

"His Majesty's Government view with favour the establishment of a National Home of a Jewish people[8]."

اس پر ایک عرب نے بہت اچھا تبصرہ کیا۔

''دینے کا وعدہ وہ کر رہا تھا جس کے پاس اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ اور قبول وہ کر رہا تھا جو اس کا حق دار نہیں تھا[9]''۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران طلعت پاشا وزیرِ سلطنت عثمانیہ نے اعلان کیا۔

"I assure you of my sympathy for the creation of a Jewish religious centre in Palestine by means of well-organised immigration and colonization[10]."

جب شریف مکہ نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف حکومت برطانیہ کی ایماء پر بغاوت کی تو مہمان نوازی کے نام پر بالفور اعلان کے لئے ان کی بھی حمایت حاصل کرلی گئی[11]۔

30 اکتوبر 1918ء کو مشرق وسطیٰ میں جنگِ عظیم اوّل کا اختتام ہوگیا۔ پیرس میں منعقدہ سپریم کونسل نے فیصلہ کیا کہ عرب صوبے بشمول فلسطین حکومت برطانیہ کے زیرِ انتظام رہے گا۔ 24 جولائی 1922ء کونسل لیگ آف نیشن نے حکومت برطانیہ کو فلسطین کا رسمی اختیار دے دیا[12]۔

حکومت برطانیہ کی سرپرستی میں فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کی رفتار تیز ہوگئی ان کو سرکاری زمینیں بھی الاٹ ہونی شروع ہوگئیں[13]۔

1929ء میں فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان فسادات پھوٹ پڑے مفتی محمد امین حسینی نے اصل صورت حال کو واضح کرنے کے لئے دی ٹائمز کو ایک خط لکھا جس میں فلسطینیوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں کو نمایاں کیا گیا اور فسادات کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ وہ کسی باقاعدہ منصوبہ کا نتیجہ نہ تھے بلکہ یہودیوں کی زیادتیوں کے باعث اچانک پھوٹ پڑے لیکن دی ٹائمز نے یہ خط شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ریویو آف ریلیجنز جو کہ اس وقت لندن سے شائع ہو رہا تھا آگے بڑھا اور مفتی صاحب کا خط شائع کر کے فلسطینیوں کی مظلومیت کو دنیا کے سامنے پیش کیا[14]۔

مفتی حسینی صاحب چاہتے تھے کہ ایک کونسل قائم کی جائے جس میں فلسطینی مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔ مسلمان اس وقت فلسطین کی آبادی کا 88 فیصد تھے۔ مفتی صاحب نے اس کے لئے حکومت برطانیہ کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن صیہونی لابی نے Ramsay Mac Donald پر اپنا اثرورسوخ استعمال کر کے اس کوشش کو ناکام بنا دیا[15]۔

3-Liora Halperin – Origin and Evolution of Zionism: January 9, 2015, Middle East Program

4-Friedman, Isaiah, The Question of Palestine, New Jersy, 1992, pp6-6

5-Kawthar Guediri, A History of Anti Partitionist in Palestine 1915-1918, Thesis University of Exeter, 2013. Page 42

6-Hershel Edelheit & Abfaham J. Edelheit History of Zionist, Taylor & Francis Limited

7-Kawthar Guediri, A History of Anti Partitionist Perspective in Palestine 1915-1918, Thesis University of Exter P-44

8-(Aauni Bey Aledul Hadi, The Balfour Declaration the Annals of American Academy of Political and Science, Vol, 164, P 14)

9-(Dr Alex Jaffe, Palestinians and Balfour Declaration at 100, Begin-Sadat Center for Studies(2017)

10-Dore Gold, The Historical Significance of the Balfour Declaration, Jewish Political Review, Vol. 28, No.1-2

11-Efraim Karsh, Arab and Turks Welcomed the Balfour Declaration, Begin- Sadat Center for Stretegic Studies(2017) P-9

12-Shamir Husan, The Zionist Project And the British Mandate in Palestine Vol, 75, Page 967-974

13-The Review of Religion April, 1930, P100

14-The Review of Religions, April, 1930, P100

15-(Philip Mattar, The Mufti of Jerusalem and the Politics of Palestine, Middle East Journal , Vol 42, No (1988) Page 231-232)

بہر حال جماعت احمدیہ کے ترجمان ریویو آف ریلیجنز نے اپنا حق ادا کر دیا۔ مفتی صاحب اور مظلوم فلسطینیوں کی آواز کو پبلک تک پہنچا دیا۔

اے دل! تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرمؐ

اور اقتدار کے ایوانوں تک اس مظلومیت کی پکار کو پہنچانے والے بھی احمدی ہی تھے چنانچہ سر ظفر اللہ خاں 1934ء میں لندن تشریف لائے، آپ لکھتے ہیں:

1934ء تک صیہونیت فلسطین میں اپنے قدم جما چکی تھی اور اس کا اقتدار بڑھتا جا رہا تھا۔ عرب اراضیات بتدریج صیہونی ایجنسی کی ملکیت اور تصرّف میں منتقل ہو رہی تھیں۔...... اس سال گرمیوں میں جب میں انگلستان گیا تو میں نے سر سموئیل ہور وزیر ہند سے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا فلسطین میں صیہونیت کا زور بڑھ رہا ہے اور عربوں کی حالت کمزور ہو رہی ہے۔ اس صورتِ حال کی ذمہ داری دراصل حکومت برطانیہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت برطانیہ کو لازم ہے کہ وہ کوئی مؤثر اقدام کرے مثلاً عرب زرعی اراضیات کا انتقال غیر عرب مشتریان کے حق میں قانوناً روک دیا جائے[16]۔

وزیر ہند نے سر ظفر اللہ خاں کی ملاقات وزیرِ نو آبادیات سَر فلپ کنلف لسٹر سے کروائی۔ وزیرِ نو آبادیات نے آپ سے سوال کیا ہم کس قانون کے تحت ایسا کر سکتے ہیں کہ غیر عرب کو کسی عرب کی اراضی خریدنے سے منع کر دیں۔ سر ظفر اللہ خان نے وزیرِ نو آبادیات کو بتایا کہ پنجاب انتقال اراضی ایکٹ کے ماتحت زرعی اراضی کا انتقال ایک غیر زراعت پیشہ مشتری کے حق میں نہیں ہو سکتا۔ یہ نظیر موجود ہے[17]۔

لیکن سر ظفر اللہ خان کی راہنمائی کے باوجود وزیرِ نو آبادیات کو عربوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہوئی اور یہ مسئلہ سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اس دوران دنیا تیزی سے جنگِ عظیم دوم کی طرف بڑھنے لگی۔ حیرت کی بات ہے کہ دنیا کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی مرتبہ انتباہ فرمایا تو دنیا نے کوئی پرواہ نہ کی اور اس کے سات سال بعد وہ تباہی آئی کے چالیس ملین لوگ ہلاک یا زخمی ہو گئے۔ اور دوسری جنگ عظیم سے پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دنیا کو متنبّہ فرما دیا۔ آپ 1924ء میں لندن تشریف لاتے ہیں۔ ستمبر 1924ء میں آپ کی ملاقات مسٹر ایلی سن اور مسٹر رین سیکرٹری لیگ آف نیشنز ریلجیین اینڈ ایتھکس سے ہوئی۔ وہ آپ سے امن کی بحالی کے لئے راہنمائی کی درخواست کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا:

''دو صورتوں سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ اوّل دلوں میں تبدیلی ہو...... دوم طاقت سے۔ اور اس طاقت سے میرا یہ مطلب نہیں کہ لیگ ایک فوج رکھے۔ اس صورت میں لیگ خود ایک فریق بن جائے گی۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ جو قوم نقصِ امن کرے۔ باقی تمام اقوام اس کے خلاف اخلاقی طاقت استعمال کریں اور جب وہ مغلوب ہو جائے تو صلح کے وقت اس امر کو جو باعث تنازعہ تھا منوا دیا جاوے۔ دوسری باتوں کو مغلوب سمجھ کر پیش نہ کیا جائے جیسا کہ عہد نامہ ورسیلز میں کیا گیا[18]''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اربابِ حل وعقد کی رہنمائی قرآن پاک کی عالمگیر تعلیمات کی روشنی میں کی جو انسانیت کا واحد ذریعہ نجات ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے قرآنِ پاک کا وہ پیغام جو شفاء للناس تھا اسے معاہدہ Versailles میں نظر انداز کر دیا گیا کیونکہ دنیا خدا کو بھول چکی تھی۔ چنانچہ دنیا نے ایک مرتبہ پھر اس واحد ویگانہ کا ہیبت ناک چہرہ دیکھا اور سات کروڑ کے قریب لوگ لقمۂ اجل بن گئے۔ اس جنگ میں پہلی مرتبہ ایٹم بم کا استعمال کیا گیا جس سے بعض لوگوں کی جان اس اذیّت سے نکلی کہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ 1945ء میں جنگِ عظیم کا اختتام ہوا اور بالآخر یہ قضیہ یو این او میں پہنچا۔ اور وہاں بقول مشہور مصنف اور مورّخ آئی ایچ قریشی سر ظفر اللہ خان عربوں کے واحد ترجمان کی حیثیت سے اُبھرے۔

بقول سر ظفر اللہ خان صاحب:

''جب مَیں نے تقسیم کے منصوبے کا تجزیہ شروع کیا اور اس کے ہر حصّے کی ناانصافی کی وضاحت کرنی شروع کی تو عرب نمائندگان نے توجہ سے سننا شروع کیا۔ تقریر کے اختتام پر ان کے چہرے خوشی اور طمانیت سے چمک رہے تھے[19]''۔

یو این او میں قضیہ فلسطین کے لئے دو کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ ایک کے ذمہ یہ کام تھا کہ تقسیم کی تفاصیل پر غور کرے اور دوسری کے سپرد فلسطین کی وحدت برقرار رکھتے ہوئے عربوں اور صیہونیوں کے حقوق کی حفاظت کا منصوبہ تیار کرنا تھا۔

سر ظفر اللہ خان نے تقسیم کے خلاف ایسے کامیاب پراثر دلائل دیئے کہ آپ فرماتے ہیں:

''کمیٹی میں نیوزی لینڈ کے نمائندے سر کارل بیرنڈسن (Sir Carl Berendsen) تھے۔ میری ایک تقریر کے بعد کمیٹی سے نکلتے ہوئے مجھ سے فرمایا: کیسی اچھی تقریر تھی صاف، واضح، پُر دلائل اور نہایت موثر... مَیں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دریافت کیا سر کارل! پھر آپ کی رائے کس طرف ہو گی؟ وہ خوب ہنسے اور کہا ظفر اللہ رائے بالکل اور معاملہ ہے[20]''۔

رائے بالکل اور معاملہ بن گئی کیونکہ امریکا اور روس تقسیم کے حق میں تھے اور امریکہ کے صدر ٹرومین (Harry S. Truman) پر جنون طاری ہو چکا تھا۔ اور وہ اپنی صدارتی مہم میں یہودی لابی کی حمایت ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے تقسیم کے مخالف نمائندگان کی رائے تبدیل کی۔

ایک بار شیخ عبداللہ نے سر ظفر اللہ خان صاحب کی اُس مہارت اور قابلیت کا جس کے ساتھ آپ نے مظلوم کشمیریوں کا مقدمہ یو این او میں پیش کیا تھا، ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:

''ہم چلے تو تھے مستغیث بن کر لیکن ایک ملزم کی حیثیت میں کھڑے کر دیئے گئے[21]''۔

16- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 485
17- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 486
18- الفضل 14 اکتوبر 1924ء صفحہ 3-4
19- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 521
20- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 521
21- شیخ محمد عبداللہ: آتش چنار: علی محمد اینڈ سنز سرینگر کشمیر۔ 1982ء صفحہ 473

اللہ تعالیٰ نے سرظفر اللہ خان کو مظلوموں کا مقدمہ اس کامیابی سے پیش کرنے کا ہنر عطا فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ مولانا ظفر علی خان ناموس رسالت کی خاطر آپ کی پر جوش وکالت دیکھ کر چشم پُرآب ہوگئے اور کہا کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں قابل وکیل نہیں ہوتے۔ اس موقع پر بھی چودھری صاحب نے مظلوم فلسطینیوں کا مقدمہ اس مہارت سے پیش کیا کہ فلسطینیوں کی دادرسی کے لئے انصاف کا دل رکھنے والا ہر شخص بے تاب ہوگیا۔ چنانچہ جب بحث کا سلسلہ ختم ہوا تو ڈنمارک کے مندوب سرظفر اللہ خان کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا کہ تقسیم کی تجویز ضرور منظور ہو جائے گی۔ کیونکہ امریکہ کا بہت اثر ہے۔ کمیٹی کو احساس ہے کہ یہ بے انصافی کا فیصلہ ہے لیکن ان کی بعض تجاویز کے متعلق ترامیم پیش کرتے جاؤ تو تمام ترمیمیں منظور ہو جائیں گی سرظفر اللہ نے جب ترامیم کا سلسلہ شروع کیا تو فلسطینی وفد کے سربراہ سیّد جمال الحسینی نے آپ کو روک دیا۔ وجہ یہ بتائی کہ:

''مشکل یہ ہے کہ اگر تقسیم ہمارے حقوق کو واضح طور پر غصب کرنے والی نہ ہوئی تو ہمارے لوگ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے[22]''۔

افسوس آج بڑی بڑی عرب حکومتوں کا مطالبہ یہی ہے کہ اسرائیل اپنی پرانی حدود پر واپس چلا جائے۔

سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اس تقسیم کی منظوری کے وقت دنیا کو انتباہ کیا۔

"آپ نے اول عالمی جنگ کے دوران میں جو وعدے عربوں سے کئے تھے ان کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو بدعہدی کے مرتکب ہوں گے اور آئندہ عربوں کا اعتماد کلی طور پر آپ سے اُٹھ جائے گا۔

تقریر ختم کرتے ہوئے مَیں نے کہا:

"I beg you. I implore you. Entreat you not to destroy your credit in Arab countries. Tomorrow you may need their friendship but you will never get it[23]."

22- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 522
23- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 524

لیکن بقول چودھری صاحب اقوامِ متحدہ کی بنیاد انصاف، مساوات اور حق خود اختیاری پر رکھی گئی تھی لیکن فلسطین کے معاملے میں ان تینوں اصولوں کا خون کیا گیا[24]۔

لیکن تقسیم کی تجویز منظور ہوگئی۔ نیویارک سے لَوٹتے ہوئے آپ دمشق میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے آزاد عرب حکومتوں کے وزرائے خارجہ کے سیکرٹریوں کو اس سوال کے جواب میں کہ اسرائیل کے قیام کے خلاف جنگ کی جائے یا نہ۔ آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ احتیاط سے کام لیں۔ کیونکہ اسرائیل کے لیے سمندر کھلا ہے۔ اس کو امریکہ کے یہودی طبقے کی حمایت حاصل ہے اور اسرائیل کی جنگی تیاری اور تربیت آپ سے بہت بڑھ کر ہے[25]۔

افسوس عرب ممالک نے اس مشورہ کو کوئی اہمیت نہ دی اور اسرائیل کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جس کے نتیجہ میں اسرائیل 60 فیصد مزید علاقہ پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ ملّت کی اس زبوں حالی کے تناظر میں ملّت کا ایک فدائی بے تاب ہوگیا اور ''الكفر ملّة واحدة'' کے نام سے ایک بصیرت افروز مضمون لکھ کر اُمتِ مسلمہ کو تنزّل وادبار کی ان اتھاہ گہرائیوں سے نکلنے کا راستہ دکھایا۔ آپ نے اسرائیل کے قیام کے موقع پر فرمایا: ''آج رسول کریم صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان کہ الكفر ملّة واحدة لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لیے کھڑے ہوگئے ہیں آؤ ہم بھی سب مل کر ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں[26]''۔

حضرت مصلح موعودؓ کے اس انقلاب انگیز اور خیال افروز مضمون نے شام، لبنان، اردن اور دوسرے عرب ممالک میں زبردست تہلکہ مچا دیا...... شام ریڈیو نے خاص اہتمام سے اس کا خلاصہ نشر کر کے دنیائے عرب کے کونہ کونہ تک پہنچا دیا۔

24- تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ 525
25- ماخوذ از تحدیث نعمت صفحہ 526-525
26- (الفضل 21 مئی 1948ء صفحہ 3-4)

چوٹی کے عرب اخبارات نے جلی قلم سے اس کے اقتباسات شائع کئے۔ متفقہ طور پر حضورؓ کی پیش فرمودہ تجویز کو نہایت درجہ مستحسن قرار دیا[27]۔

استعماری طاقتوں کو کب یہ گوارا تھا کہ امّت مرحومہ کے زخموں پر کوئی مرہم رکھے اور انہیں امید اور رجا کا کوئی راستہ دکھائے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو آلہ کار بنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم شروع کر دی جس کا انکشاف جریدہ الانباء کے نامہ نگار الاستاذ علی الخیاط آفندی نے کیا[28]۔

عرب دنیا تو اس وقت احمدیت مخالفت پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوئی اور وہاں کے صحافیوں نے بھی آلہ کار بننے سے انکار کر دیا لیکن بقول شورش کاشمیری، مجلس احرار کے وہ لیڈر جنہوں نے سردار پٹیل سے رقم لے کر مسلم لیگ کی مخالفت کی اور قائد اعظم کو کافرِ اعظم قرار دیا۔[29] وہ بالواسطہ استعماری طاقتوں کے ایجنٹ بن گئے چنانچہ ''مولویوں کا ایک وفد وزیرِ اعظم سے ملا اور مطالبات پیش کئے۔ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور وزیر خارجہ چودھری سرظفر اللہ خان صاحب کو برطرف کیا جائے[30]''۔

چنانچہ 1953ء کے فسادات سے لے کر آج تک معصوم احمدیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے اس جرم میں کہ امّت کی زبوں حالی ان سے دیکھی نہیں جاتی تھی اور وہ ناموس مصطفیٰ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار تھے۔

اس جرم کو بھی شامل کرلو میرے معصوم گناہوں میں

وقت کے ساتھ فلسطین کا مسئلہ مزید پیچیدہ ہوگیا اور فلسطینیوں کی زبوں حالی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ 1967ء کی جنگ کے نتیجہ میں اسرائیل نے عربوں کے مزید علاقوں پر قبضہ کر لیا جن میں جزیزہ نما سینائی، گولان کی پہاڑیاں، غزہ کی پٹی، مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم شامل تھے۔ اس کے نتیجے میں اب ہر عرب ملک اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے مجبور ہوگیا۔ پی ایل او جس

27- تاریخ احمدیت جلد 11، صفحہ 390-389
28- تاریخ احمدیت جلد 11، صفحہ 394-393
29- شورش کاشمیری، بوئے گل نالہ دل دودِ چراغ محفل! مطبوعات چٹان، لمیٹڈ لاہور
30- سلسلہ احمدیہ جلد دوم صفحہ 399

کا قیام 1964ء میں عمل میں آچکا تھا فلسطینیوں کے حقوق کے لیے آگے بڑھی۔ 1978ء میں مصر اور اسرائیل کے درمیان کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کے بعد فلسطینیوں میں یہ احساس شدّت اختیار کر گیا کہ ان کا پرسانِ حال کوئی نہیں۔ 1993ء اوسلو معاہدہ کے نتیجہ میں پی ایل او اور اسرائیل نے پہلی مرتبہ ایک دوسرے کا وجود تسلیم کر لیا اور محدود طور پر اختیارات فلسطینیوں کو سپرد کرنے کا عمل شروع ہوا۔ پی ایل او ایک سیکولر تنظیم تھی لیکن جب فلسطینی اس کی کارکردگی سے مایوس ہو گئے تو ان کی توجہ شدّت پسند تنظیموں کی جانب بڑھنے لگی۔

حماس جو فلاح و بہبود کے کاموں میں بھی دلچسپی رکھتی تھی وہ اس تناظر میں آگے بڑھی۔ اس کی بنیاد 1987ء میں شیخ احمد یاسین نے رکھی تھی۔ اس کا مقصد اسرائیل کا خاتمہ کر کے فلسطین میں ایک اسلامی مملکت کا قیام تھا۔ حماس اپنے مقاصد کے حصول کے لیے شدّت پسند کارروائیوں پر یقین رکھتی ہے۔ مغربی دنیا حماس کو ایک دہشت گرد تنظیم سمجھتی ہے۔ اسرائیل نے اوسلو معاہدہ کی بنیاد پر فلسطینیوں کو اختیارات سپرد کرنے کے عمل کو آگے نہیں بڑھایا۔ ادھر پی ایل او کی کارکردگی بھی فلسطینیوں کے لیے مایوس کن تھی اس کے کئی عہدہ دار کرپشن میں ملوث ہو گئے۔ لہٰذا 2006ء کے الیکشن میں حماس نے فتح حاصل کر کے حیران کر دیا۔ غزہ میں الفتح اور حماس کے درمیان معاہدہ کے نتیجہ میں ایک مشترکہ حکومت کا قیام عمل میں آیا لیکن یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا لہٰذا ایمرجنسی کا نفاذ عمل میں آیا اور 2007ء میں حماس نے غزہ پر اور الفتح نے مغربی کنارے کا انتظام سنبھال لیا۔ غزہ پر حماس کے کنٹرول کی وجہ سے اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ شدّت اختیار کر گئی۔ وجہ یہ ہے کہ اسرائیل فلسطینی مہاجرین کو واپس فلسطین آنے کی اجازت دینے پر رضامند نہیں۔ وہ اپنی فتح کو اپنا حق سمجھتا ہے اور حماس اسرائیل کے وجود کو ماننے پر راضی نہیں۔ وہ اسرائیل کے ساتھ محدود مدت کے لیے امن معاہدہ کرنے پر راضی ہے۔ اس تنازعہ کے نتیجہ میں آج صورتِ حال یہ ہے کہ غزہ میں 20 لاکھ فلسطینی ظلم و تشدّد کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ہلاک ہو چکے ہیں، ہسپتالوں پر حملے ہو رہے ہیں، مریضوں کے پاس دوا، خوراک اور پانی جیسی بنیادی ضروریات بھی میسر نہیں۔ معصوم بچے ہزاروں کی تعداد میں لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ تمام بڑی طاقتیں مظلوموں کی داد رَسی نہیں کرتیں ع

ادھر ایک حرف کہ کشتنی ادھر یہاں لاکھ عذر تھا گفتنی

یو این او کا عالمی ادارہ بے بس ہو گیا ہے۔ یو این او کے ریلیف کیمپ کا ایک عہدہ دار Philippe Lazzarini یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے

The generation to come will know that we watched this human tragedy unfold over social media and news channels. We will not be able to say we did not know. History will ask why the world did not have the courage to act decisively and stop this hell on earth[31].

مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو اب حشر اُٹھا کیوں نہیں دیتے

اب سوال یہ ہے کہ بڑی طاقتیں کیوں خاموش ہیں۔ کیوں اس بے انصافی کے خلاف حشر نہیں اٹھاتیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں انصاف کے دوہرے معیار پائے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2012ء میں عالمی راہنماؤں کو خطوط لکھے اور خاص طور پر عالمی لیڈروں کو اس طرف متوجہ کیا۔ آپ ایران کے صدر احمدی نژاد کو 7 مارچ 2012ء کو تحریر فرماتے ہیں:

It is undeniably true that the major powers act with double standards. Their injustices have caused restlessness and disorder to spread all across the world[32].

اب سوال یہ ہے کہ انصاف کے دوہرے معیار کیوں ہیں۔ اس لئے کہ دنیا خدا شناسی سے محروم ہو چکی ہے، لہٰذا بعض قوموں کو بعض قوموں کے مقابلے میں بہتر سمجھا جاتا ہے اور ان کے حقوق بھی زیادہ خیال کئے جاتے ہیں۔ جب تک دنیا اس واحد و یگانہ کی پہچان نہیں کرتی وہ ذات برادری، قوم کے تصورات سے اوپر اٹھ کر انسانیت کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ ماضی میں یہ خدا کا تصور تھا جس نے انسانوں کو ذات، برادری، قبیلہ اور قوم کے تصور سے اوپر اٹھا کر تہذیب قائم کرنے کے قابل بنایا تھا[33]۔

حق یہ ہے کہ موجودہ عالمی مسائل کا جواب اسلام کی سچی تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ 1924ء میں حضرت مصلح موعود نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا جب آپ کی ملاقات لیگ آف نیشنز کے ارباب اختیار سے ہوئی۔

(الفضل 14 اکتوبر 1924ء صفحہ 3،4)

لیکن مغرب اپنے دوہرے معیار کی وجہ سے مغلوب قوم کو اس کے جرم سے بڑھ کر سزا دیئے بغیر نہ رہ سکا جس کا نتیجہ دوسری عالمگیر جنگ کی صورت میں نکلا۔ مغرب کا ایک مسئلہ Race Conciousness (نسلی برتری کا احساس) ہے۔ اور دوسرا مسئلہ شراب نوشی ہے[34]۔

ان دونوں مسئلوں کا حل اسلام کی حیات آفریں تعلیمات کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں اور اس کی گواہی دور حاضر کا سب سے بڑا مؤرخ ٹائن بی بھی دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

In the struggle with each of these evils the Islamic spirit has a service to render which might prove if it were accepted to be of high moral and social value[35].

مگر اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ مغرب دعوت اسلام قبول کر لے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس امر کی وضاحت کریں کہ مغرب دعوت اسلام کیسے قبول کرے گا ہم اس مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے امت مسلمہ عمومی طور پر اور فلسطینی مسلمان خصوصی طور پر اسرائیل کے قیام سے نبرد آزما ہیں۔ جب بھی کوئی مغلوب قوم مخالف قوم کے خلاف صف آرا ہوتی ہے وہ عمومی طور پر دو قسم کے جواب دیتی ہے ہے یا تو اس کا ردِّ عمل روایتی ہوتا ہے۔ یا وہ مخالف قوم کے طریقوں کو

31-Phillipe Lazzarini- History will judge us all if there is no cease fire in Gaza. Guardian, 26 Oct 2023

32-The Review of Religions 22 April 2012

33-Ira Lapidus, Islamic Societies to Ninteenth Century, Cambridge University Press, 2012, Page 8

34-Arnold J. Toynbee: Civilization on Trial. Oxford University Press.1948. 205

35-(Ibid: Page 205)

اختیار کر کے اسی کے ہتھیاروں سے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اگر ہم فلسطینیوں کی جدوجہد کا جائزہ لیں تو PLO ایک سیکولر تنظیم کے طور پر ابھری اس کی جدوجہد کے نتیجہ میں فلسطینیوں کو فلسطین میں محدود سطح پر اختیارات ملے لیکن فلسطینی مسلمان اس سے مطمئن نہ ہو سکے۔ لیکن اخلاق انحطاط کی وجہ سے PLO اپنے دائرہ کار میں فلسطینیوں کو اپنی کارکردگی سے مطمئن نہ کر سکی۔ جس کے جواب میں حماس شدت پسند تنظیم کے طور پر سامنے آئی جس نے خدمت خلق کے کام کرنے کے ساتھ ساتھ شدت پسند کارروائیوں کے ذریعہ اسرائیل کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ گو اس نے اپنی کارروائیوں کے ذریعہ اسرائیل کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا لیکن اس کے جواب میں اسرائیل مظلوم فلسطینیوں پر جو ظلم توڑتا ہے اس کا کوئی موازنہ نہیں کر سکتا۔ حماس نے اپنی جدوجہد کو جہاد کا نام دیا ہے۔

لیکن بقول حماس کے ایک لیڈر شیخ صالح اروری کے جو پندرہ سال تک اسرائیل کی قید میں رہا۔ یہ مذہبی جنگ نہیں کیونکہ یہودی اور عیسائی یہاں 1400 سال سے اکٹھے رہ رہے ہیں بلکہ یہ ایک قومی جنگ ہے جو کہ قبضہ کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئی ہے۔

This is only a nationalistic issue and a nationalistic war because of occupation[36].

اس کا مطلب یہ ہے کہ یورپ میں تنازعہ کا باعث نسلی اور قومی برتری کا احساس ہے اور عرب دنیا میں بھی یہی قومی جذبہ ہے جو مزاحمتی تحریکوں کی بنیاد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تنازعہ میں مظلوم اور بے بس قوموں اور طبقوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کیسے حاصل کی جائے۔ جب تک ہم خدا کی رضا سے ہم آہنگ نہیں ہوتے خدا کی تائید و نصرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ حسن البنا سے لے کر مولانا مودودی، سیّد قطب اور محمد الفراج تک جو یہ رہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

36-Milton, Stephen Farrell. Hamas The Islamic Resistance Movement. 2010. Page 15

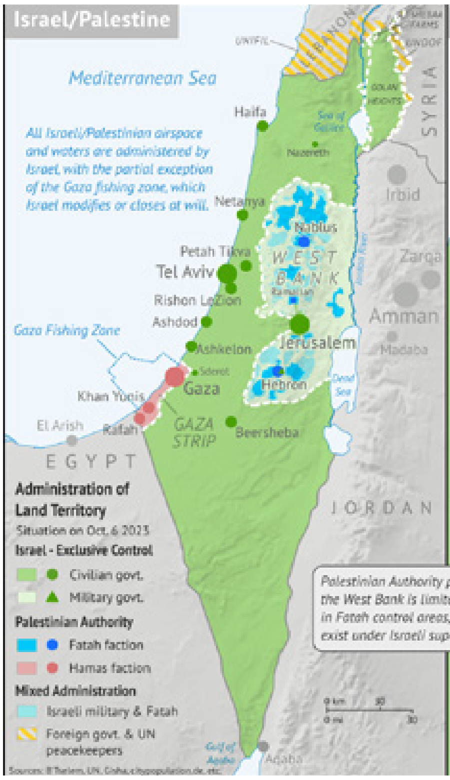

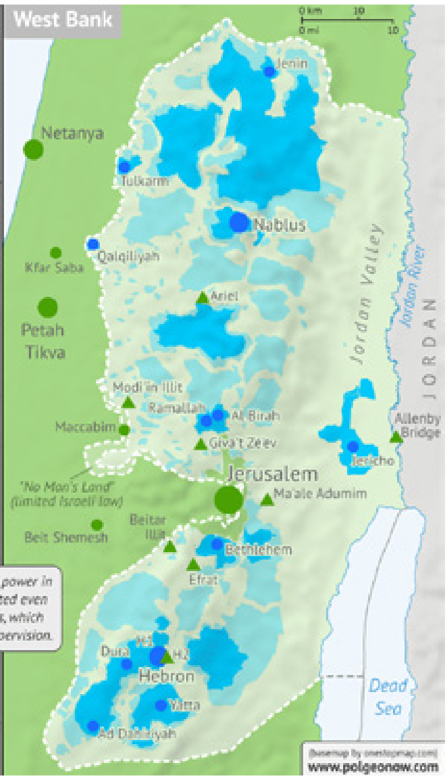

جب وعظ و تلقین کے بعد ہاتھ میں تلوار لی تو دلوں سے بدی اور شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔[37]

ان منکرین کی نظر تلوار پر تو ہے لیکن اس توجہ، دعا اور ابتہال پر نہیں جس کے ساتھ آپ ساری رات خدا کے حضور سربسجود رہے اور بالآخر آپ کو سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ[38] کی بشارت ملی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سائبان سے باہر آئے اور ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکا اور آندھی کا جھونکا آیا اور کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت اور کنکر سے بھرنے شروع ہو گئے۔[39]

اب سوال یہ ہے کہ دنیا خدا شناسی کی صلاحیت کھو چکی ہے۔ مسلم امت اپنی قومی جدوجہد کے لئے خدا کی توجہ اور تائید کیسے حاصل کر سکتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فلسطین پر ہمیشہ کی حکومت تو عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحُوْنَ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ پس اگر ہم تقویٰ سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ کی پہلی پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہو سکتی ہے کہ یہود نے آزاد حکومت کا وہاں اعلان کر دیا ہے لیکن اگر ہم نے تقویٰ سے کام نہ لیا تو پھر وہ پیشگوئی لمبے وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی ... پس ہمیں چاہئے اپنے عمل سے اپنی قربانیوں سے اپنے اتحاد سے اپنی دعاؤں سے اپنی گریہ وزاری سے اس پیشگوئی کا عرصہ تنگ سے تنگ کر دیں اور فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حکومت کے زمانہ کو قریب سے قریب تر کر دیں۔[40]

خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا اس کی معرفت حاصل کرے اور قومی اور لسانی طبقاتی برتری کے نام پر جو مکروہ کام کئے جا رہے ہیں ان کا سلسلہ بند کر دے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون اس مشن کی تکمیل کرے گا۔ مشہور مؤرخ ٹائن بی نے مغرب میں پیدا ہونے والے روحانی خلا کو پر کرنے کے لئے جس واحد اسلامی جماعت کی طرف اشارہ کیا تھا وہ احمدیہ جماعت ہے۔[41]

اور ایک مرتبہ ایک معروف دیوبندی عالم مولانا عبیداللہ سندھی نے جو تحریک ریشمی رومال کے ایک اہم کردار تھے جب اپنے جہادی پروگرام سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے ایک مرتبہ جماعت احمدیہ کے ذکر پر لکھا ہر ایک کام کرنے کا موقعہ دینا چاہئے خدا جانے کس طریق سے کامیابی ہوتی ہے۔[42]

37-مولانا مودودی۔ الجہاد فی الاسلام صفحہ 138
38- سورۃ القمر: 46
39-زرقانی بحوالہ سیرت خاتم النبیین صفحہ 412

40-تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 389
41-Arnold J. Toynbee. Civilization on Trial. Page 204
42-ڈاکٹر ابوسلیمان سندھی مولانا عبیداللہ سندھی کے مکتوبات۔ المحمد اکیڈمی لاہور صفحہ 131

اور سب سے بڑھ کر مخبر صادق مولائے کل خاتم الرسل دانائے سبل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرما دیا: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ [43]۔

اور جب اس جدید دَور میں خوف خدا دلوں سے اُٹھ گیا لوگوں نے اپنے اپنے بت تراش لئے تو ملا اعلیٰ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ ایک بار پھر بجلی کی کڑک، دھماکہ اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا۔ ایک ایسے محی کی تلاش شروع ہوئی جس کا عشق رسول میں کوئی ثانی نہ ہو۔ اچانک اشارہ ہوا هذا رجل یحب رسول اللہ۔ چنانچہ قادیان کے گمنام گوشوں سے ایک فنا فی الرسول وجود باہر نکلا اور دلائل اور براہین کی تیغ سے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا نظارہ دکھا دیا۔ اور لناله رجل من هؤلاء کی شنید دید میں بدل گئی۔ ہر ایک احمدی اس حقیقت کا گواہ ہے۔

آج دنیا اپنے خالق حقیقی کو بھول کر اپنے فرضی خداؤں کی پوجا پاٹ کر رہی ہے اور نسلی اور قومی تفاخر کے نام پر انصاف کا خون ہو رہا ہے۔ بے گناہ بچوں کو قتل اور بے گناہوں کو ہلاک کیا جا رہا ہے۔ اور اس خدائے واحد و یگانہ کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ خدائے واحد و یگانہ ایک بار پھر اپنا چہرہ ہیبت کے ساتھ دکھائے۔

اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے [44]۔

43- بخاری باب تفسیر القرآن
44- سیر روحانی صفحہ 620-619

فلسطینی مسلمانوں کے نام!

بزبان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پھر غزہ اور غربِ اُردن خوں میں نہلائے گئے ۔۔۔ پھر کفن معصوم بچوں کو ہیں پہنائے گئے
ظلم کی شدّت سے ہے سارا جہاں تھرّا گیا ۔۔۔ پھر دھویں کے بادلوں سے آسماں گہنا گیا
سینۂ ارضِ مسلماں پر ہے ہنگاموں کا راج ۔۔۔ سرزمینِ انبیاء کے سر پہ ہے کانٹوں کا تاج
حیف! ایمان و سیاست یوں ہوئے باہم دگر ۔۔۔ قبلۂ اوّل کے گنبد تک میں ہے خوف و خطر
پرچمِ اسلام کی بے حرمتی ایسے ہوئی ۔۔۔ ظالم و مظلوم کی تفریق تک مٹنے لگی
خطۂ موعود کے وعدوں کا چرچا عام ہے ۔۔۔ اور خدا کے نام پر تدبیر خون آشام ہے
ہاتھ میں تورات ہے، انجیل ہے، قرآن ہے ۔۔۔ اور دلوں میں بغض ہے، نفرت ہے، اور ہیجان ہے
اے خدا اس درد میں، مَیں بے کس و رنجور ہوں ۔۔۔ اور پھر اس یورشِ حالات میں مجبور ہوں
ہوں ترا پیغام پہنچانے میں مصروفِ عمل ۔۔۔ تا ملے دنیا کو ہر تدبیر کا نعم البدل
سرکشی اور طاقت و تلوار سب بے کار ہے ۔۔۔ اور خدا ظلم و ستم کے کھیل سے بیزار ہے
چاہیے اب اِک جہاد اِفہام اور تفہیم کا ۔۔۔ عالمِ اسلام کی تجسیم اور تنظیم کا
اور تنِ اسلام میں روحِ محمدؐ بھی تو ہو ۔۔۔ پھر زمانے میں عطا وہ قامت و قد بھی تو ہو
آؤ شمشیرِ دعا کو آج کر دیں بے نیام ۔۔۔ اور کریں دنیا میں تمکینِ محمدؐ کا قیام
آگ کی برسات جو ارضِ مقدّس پر ہے آج ۔۔۔ ''آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اِس کا علاج''

(آصف محمود باسط، یوکے۔ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 4 نومبر 2023ء)

تعلیمی منصوبہ بندی کے لیے ایک راہنما سیمینار کا انعقاد

Bildungsmesse 2023

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی کو شعبہ اُمور عامہ (ایڈیشنل)، صنعت و تجارت اور وقفِ نَو کے تعاون سے مؤرخہ 21 اکتوبر 2023ء کو بیت السبوح میں ایک پروگرام (Bildungsmesse) کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس کا مقصد ان تمام طلباء کی رہنمائی کرنا تھا جو سکولوں میں زیرِ تعلیم ہیں اور یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اپرنٹس شپ (Ausbildung) کرنا چاہتے ہیں اور نیز ایسے احباب کے لئے جو اس وقت روزگار کے متلاشی ہیں۔ چنانچہ اس رہنمائی کے لئے ایسے افراد کو دعوت دی گئی جو متعلقہ مضامین اور اپنے پیشوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر 67 مضامین اور پیشوں کا تعارف کروایا گیا۔

اس تعلیمی میلہ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس سال محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں ایک نمائش کا بھی انتظام کیا گیا جس میں شاملین کو محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی ذاتی زندگی اور آپ کی تعلیمی کامیابیوں کے بارہ میں معلومات فراہم کی گئیں۔

اس پروگرام کا آغاز حسبِ روایت افتتاحی تقریب سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب نیشنل امیر جرمنی کے افتتاحی کلمات کے بعد ایک دستاویزی فلم پیش کی گئی جس کا موضوع ''یونیورسٹی کی تعلیم یا اپرنٹس شپ (Ausbildung)'' تھا۔ اس کے بعد تمام شاملین کو مختلف سٹینڈز پر جاکر انفرادی مشاورت کا موقع دیا گیا۔ لجنہ اماء اللہ نے یہ پروگرام اگلے روز منعقد کیا۔

اس پروگرام میں 525 طلبہ اور 469 طالبات شامل ہوئیں۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں مذکورہ بالا شعبہ جات کے ساتھ ساتھ مربیان سلسلہ کا خصوصی تعاون شامل رہا، اسی طرح شعبہ ضیافت نے بھی ہر طرح سے تعاون کیا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پیارے آقا کی توقعات کے مطابق جماعت احمدیہ جرمنی کے طلباء و طالبات کے علمی معیار کو مزید بڑھاتا چلا جائے اور سب کو دین کا خادم بنائے، آمین۔

(رپورٹ: مکرم وسیم احمد غفار صاحب، سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی)

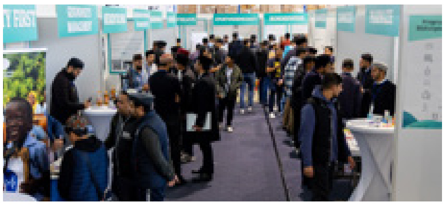

Charity Walk

مجلس انصاراللہ Bad Marienberg کے زیرِ اہتمام مؤرخہ 24 ستمبر 2023ء کو Westerwald کے علاقہ میں ایک Charity Walk ہوئی جس میں پچاس سے زائد شرکاء نے حصہ لیا اور پینتالیس سو (4500) یورو کی رقم جمع کر کے خیراتی اداروں کو پیش کی گئی۔

اس موقع پر جناب Markus Hof مقامی میئر نے شرکاء سے خطاب کیا اور نیکی کے اس کام کی تعریف کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ اس سے قبل ماذن عکلا صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی جبکہ نظامت کے فرائض مکرم مدبّر خواجہ صاحب نے انجام دیئے۔

اس چیریٹی دوڑ کے لئے تین اور چھ کلومیٹرز کے دو راستے مقرر کئے گئے تھے جن میں سے ہر شامل ہونے والے نے اپنی ہمت کے مطابق انتخاب کیا۔ دوڑ کے اختتام پر ایک سادہ تقریب میں ایک ایک ہزار یورو کے چیک خواتین کے ایک فلاحی ادارہ اور کینسر میں مبتلا اور معذور بچوں کی مدد کرنے والے ادارہ اور تفریحی مقام Wiesensee کی مرمت کی خاطر متعلقہ ادارہ کو دیئے گئے جبکہ 700 یورو ہیومینٹی فرسٹ کو پیش کئے گئے۔

آخر پر مربی سلسلہ مکرم انصر احمد صاحب نے اختتامی کلمات کہے اور دعا کرائی۔ اس کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس پروگرام میں مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے مکرم اشفاق سندھو صاحب نے شرکت کر کے مقامی انتظامیہ کی حوصلہ افزائی کی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں مقامی دوست مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب کا خصوصی تعاون رہا۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء

(اصغر علی، زعیم مجلس انصاراللہ باد مارین برگ)

مرسلہ: شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی

''گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب''

جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء کے موقع پر سیّدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں

تعلیمی میدان میں اعزاز حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء و طالبات

Nr	Name	Jamaat	Degree
1	Abdul Muneeb Khalid	Reutlingen	Master of Business Administration in International Management
2	Abid Mahmood	Nürnberg	Master of Science in Mechatronics
3	Adel Ahmad Anwar	Friedberg	Master of Arts in Media and Cultural Practice
4	Adil Ahmad	Trier	Master of Engineering in Civil Engineering
5	Adnan Ahmed	Friedberg	Bachelor of Arts in International Business Management
6	Adnan Hameed	Friedberg	Master of Engineering in Energy Operations Management
7	Affan Sadiq	Florstadt	Master of Science in Business Informatics
8	Ahsan Arif	Eidelstedt	A-Levels / Abitur
9	Amad Uddin Ahmed	Flörsheim	Bachelor of Engineering in Electrical Engineering
10	Areez Sheikh	Wandsbek	A-Levels / Abitur
11	Asad Shehzad	Bochum	Master of Science in Advanced Synthesis and Catalysis
12	Asem Butt	Radolfzell	Bachelor of Arts in Teaching
13	Asif Shabbir	Mannheim West	Bachelor of Arts in Social Work
14	Ata Ul Wakeel Ahmad	Berlin	Master of Science in Medical Life Sciences
15	Atif Ahmad	Waiblingen	State Examination in Human Medicine
16	Atif Jamal Malik	Offenbach am Main	Master of Science in Business Administration
17	Atif-Ahmed Khan	Usingen	Master of Science in Business Informatics
18	Ausama Kamal Pasha	Waiblingen	Master of Science in Technical Management
19	Bilal Qamar	Herborn	Master of Science in Mechanical Engineering
20	Chaudhry Sajeel Ahmed	Fulda	Master of Science in Computer Science
21	Danial Ahmad Shaheen	Berlin	Bachelor of Engineering in Industrial Engineering / Mechanical Engineering
22	Danial Ahmed Ul-Haque	Würzburg	Master of Science in Information Systems
23	Daris Waheed Rana	Köln	A-Levels / Abitur
24	Dr. Asim Muhammad Tariq	Wittlich	Specialist in Internal Medicine
25	Dr. Ghalib Ahmed Sheikh	Viersen	Specialist in Psychiatry and Psychotherapy
26	Dr. Luqman Ali Sadiq	Bietigheim	Specialist in Radiology
27	Dr. Masroor Ahmad Kahloon	Heidelberg	PhD in Molecular Biology
28	Dr. Momin Ahmad	Karlsruhe	PhD in Chemistry and Life Sciences
29	Dr. Nabeel Aslam	Hannover	PhD in Physics
30	Dr. Noman Chaudhry	Limburg	PhD in Molecular Medicine
31	Dr. Rehan Ahmad Rai	Bad Nauheim	Specialist in Obstetrics and Gynecology
32	Dr. rer. nat. Ataurehman Ali	Darmstadt-City	PhD in Biochemistry
33	Dr. Sadiq Ahmed Gondal	Kaiserslautern	PhD in Medicine
34	Dr. Shahzeb Mirza	Frankfurt / Ginnheim	PhD in Dentistry
35	Dr. Walid Ahmed Mian	Oberursel	PhD in Physics
36	Farhan Ahmad Sajjad	Chemnitz	Master of Science in Embedded Systems
37	Hafiz Shazil Ahmad Saqib	Hanau	A-Levels / Abitur
38	Halim Ibrahim Baqapuri	Aachen	Master of Science in Biomedical Engineering
39	Haroon Mahmood	Bergisch Gladbach	A-Levels / Abitur
40	Hasher Ahmad Malik	Rödermark	A-Levels / Abitur
41	Hasoor Tahir	Offenbach am Main	A-Levels / Abitur
42	Iftekhar Ahmed	Altenstadt	Bachelor of Arts in German Studies
43	Irtaza Ahmed	Nordweststadt	Bachelor of Science in Business Informatics

Nr	Name	Jamaat	Degree
44	Jalees Iqbal	Dresden	Master of Science in Molecular Bioengineering
45	Jarry Ullah Wahla	Oberursel	Bachelor of Engineering in Electrical Engineering
46	Karim Ahmed Nadeem	Eich-worms	Bachelor of Arts in Business Administration
47	Kaser Ahmed	Hamburg / Heimfeld	State Examination in Medicine
48	Khaqan Ahmad	Lübeck	A-Levels / Abitur
49	Khurram Shahzad Siddiqui	Würzburg	Master of Arts in General Management
50	Krishan Abbasi	Frankfurt Goldstein	State Examination in Teaching at Gymnasium
51	Majeed Malik	Heilbronn	Master of Science in Information Management and Data Science
52	Majeed Malik	Heilbronn	Bachelor of Science in Business Informatics
53	Masroor Ahmad Kahloon	Heidelberg	Master of Science in Molecular Biotechnology
54	Masroor Ahmed	Koblenz	Master of Science in Geodesy and Geoinformatics
55	Mathar Ahmed Bajwa	Koblenz	State Examination in Law
56	Mathar Ahmed Bajwa	Koblenz	Master of Law in State & Administration
57	Mian Tanzeel Ahmad	Mannheim West	State Examination in Teaching at Gymnasium
58	Mirza Mobahil Majid	Frankfurt	State Examination in Medicine
59	Mohammed Baraq Mushtaq	Nuur Moschee	Master of Science in Mechanical and Process Engineering
60	Mubaris Nadeem	Neuwied	Master of Science in Computer Science
61	Mudabar Ahmad Mubashar	Dresden	Master of Science in Nanoscience and Nanotechnology
62	Mudassar Maqbool	Babenhausen	Bachelor of Science in Process Engineering
63	Muhammad Arslan Tahir	Rüsselsheim Süd	Bachelor of Engineering in Biotechnology
64	Muhammad Mudassar A. Raja	Balingen	Master of Business Administration in Engineering Management International
65	Muhammad Sohrab Ali	Waiblingen	A-Levels / Abitur
66	Musharaf Ahmad	Mühlheim am Main	Bachelor of Science in Business Informatics
67	Mushawar Ahmad	Montabaur	Master of Science in industrial Engineering and IT
68	Nadaal Ahmed	Offenbach am Main	Master of Science in IT-Management
69	Nadeem Ahmad	Flörsheim am Main	Master of Arts in Management and Leadership
70	Naveed Malik	Heilbronn	Master of Business Administration in Management
71	Rafaqat Ahmed	Friedberg West	Master of Science in Business Administration
72	Rafay Inam	Bait-us-Sabuh Nord	Master of Engineering in Civil Engineering
73	Rana Mahir Ahmed Khan	Bonn	Bachelor of Engineering in Mechanical Engineering
74	Rashid Ahmed	Hamburg	Master of Science in International Industrial Engineering
75	Rizwan Mehmood	Bensheim	Master of Science in Chemical and Process Engineering
76	Rohan Khan	Nied	Bachelor of Arts in Social Sciences
77	Roohan Rathore	Harburg	A-Levels / Abitur
78	Roshan Ahmed	Maintal	A-Levels / Abitur
79	Saad Hussain Bajwa	Freiburg	Master of Science in Sustainable Materials
80	Sadeed Hameed	Wiesbaden Ost	A-Levels / Abitur
81	Sajeel Ur Rehman	Friedberg	Master of Science in Business Administration
82	Sameeh Ahmad Khokhar	Hamburg Rahlstedt	State Examination in Medicine
83	Saqib Ahmed Maqsood	Goddelau-Nord	A-Levels / Abitur
84	Saud Ahmed Khan	Florstadt	Master of Science in Industrial Engineering
85	Saud Ahmed Khan	Florstadt	Bachelor of Science in Industrial Engineering
86	Schumail Ahmad Tahir	Pinneberg	Master of Science in industrial Engineering and IT
87	Shariq Ahmed	Hannover	Master of Science in Optical Technologies
88	Shayan Ahmed	Kiel	Master of Science in Electrical Engineering and Information Technology
89	Shazeb Jehangir	Worfelden	Master of Science in Electrical Engineering and Information Technology
90	Sheraz Khan	Raunheim-Süd	Master of Engineering in Media & Communication Technology
91	Tair Kahlon	Rüsselsheim Nord	Bachelor of Arts in Business Administration
92	Talal Bin Khalil	Babenhausen	State Examination in Teaching at Gymnasium
93	Talha Ahmad	Marburg	A-Levels / Abitur
94	Tanzeel Ahmad Khan	Eschersheim	State Examination in Human Medicine
95	Tasawar Ahmad	Montabaur	Bachelor of Science in Economics
96	Tousiq Ahmad	Kiel	Bachelor of Arts in Business Administration
97	Umeer Mahmood Ahmad	Griesheim	Master of Engineering in Civil Engineering
98	Usama Afzal	Friedberg	Bachelor of Arts in Business Administration
99	Usama Ahmed	Riedstadt Goddelau Süd	Master of Science in Physics

Nr	Name	Jamaat	Degree
100	Usman Malik	Aziz Moschee	Master of Science in Technology and Management
101	Uzair Ahmad Tahir	Viernheim	Master of Science in Mechanical Engineering
102	Waheed Charagh Niaz	Erlangen	Master of Science in Big Data & Business Analytics
103	Wakas Ashraf	Neuburg	Bachelor of Arts in Digital Business
104	Waleed Ahmad Khan	Goldstein	Master of Arts in Leadership in Creative Industries
105	Waqas Ahmad	Lüneburg	Master of Science in Product Development
106	Yassar Ahmed	Karben	Bachelor of Science in Mechanical Engineering
107	Zafar Iqbal Akhtar	Pinneberg	Bachelor of Science in Computer Science of Technical Systems
108	Zahid Ahmed	Berlin	Bachelor of Arts in International Business Administration
109	Zakariya Ahmed	Wiesbaden-Nord	Bachelor of Engineering in International Industrial Engineering
110	Zaryaab Ahmed	Riedstadt/Aziz Moshee	A-Levels / Abitur

طلباء بیرون از جرمنی

Nr	Name	Jamaat	Degree
1	Aftab Ahmad	Herford	Bachelor of Science in Chemical Engineering
2	Al Nasar Ahmed Sehgal	Tahir, Vienna, Austria	O-Levels, A-Levels, Bachelor of Science in Molecular Biology, Master of Science in Molecular Biology
3	Ati Ur Rehman Arain	Zürich-Nasir/Switzerland	Bachelors of Science Mechanical Engineering
4	Burhan Ahmad	Iran	Master of Arts in Persian Language
5	Danish Ahmed Nadeem Butt	Tahir Wien	Bachelor of Science in Microbiology
6	Dr. Musddaq Ahmed	Hanau	Diploma in Medicine
7	Dr. Qasid Ahmad	Bern/ Schweiz	PhD in Earth Science
8	Dr. Quedrwogo Abdul Nasir	Burkina Faso	Doctor of Medizin
9	Dr. Rehman Ahmed Qammar	Trier	Diploma in Medicine
10	Fazal Ahmad Najeeb	Erlangen	Bachelor of Science in Chemical Engineering
11	Hamzah Shaheen	Heimfeld	Diploma in Medicine
12	Hasib Yousair	Hamburg	Bachelor of Arts in Architecture
13	Kashif Shahzad	Kaunas, Lithuania	Bachelor of Arts in Architecture
14	Muhammd Umair Anwar	Geneva/Switzerland	Master of Science in Biochemistry
15	Usama Rafique	Zeilsheim, Frankfurt	Master of Science in Software Engineering: Web and Cloud
16	Yahya Zafar Kulla	Sankt Gallen/Switzerland	Master of Law & Certificate of Transnational Legal Studies
17	Zeeshan Ahmed	Aachen	Bachelor of Science in Geology
18	Zubair Khan	Bern/Switzerland	Bachelor of Science in Economics

طالبات

Nr	Name	Jamaat	Degree
1	Dr.Maliha Suddif Malik	Billstedt	Specialist in Psychiatry and Psychotherapy
2	Dr. Sadia Butt	Weingarten	Specialist in Child & Adolescent Psychotherapy
3	Dr. Bariya Bajwa	Reutlingen	PhD in Medicine
4	Dr. Hiba-Tun-Noor Afshan Mahmood	Bad Soden	PhD in Cancer Biology
5	Dr. Aisha Munawar Ahmad	Aachen	PhD in Molecular Biology
6	Dr. Lana Zeervi	Wandsbek	PhD in Medicine
7	Dr. Nighat Ahmad	Worfelden	PhD in Physical Activity & Health Promotion
8	Dr. Tahira Mubashar	Erzhausen	PhD in Psychology
9	Dr. Rida Ahmad	Mörfelden	PhD in Medicine
10	Sania Khan	Speyer	State Examination in Pharmacy
11	Saba Ahmad Butt	Kiel	State Examination in Pharmacy
12	Samra Mustafa	Immenhausen	State Examination in Dentistry

Nr	Name	Jamaat	Degree
13	Naila Koser Shaker	Osnabrück	State Examination in Medicine
14	Uroosa Nadine Ahmad	Bad Vilbel	State Examination in Dentistry
15	Nadia Ahmad Cheema	München	State Examination in Human Medicine
16	Sobia-Shakoor Bhutta	Kempten	State Examination in Human Medicine
17	Rida Ahmad	Mörfelden	State Examination in Medicine
18	Mubarka Anees	Olpe	State Examination in Medicine
19	Fakhar-Un-Nisa Ahmed	Nauheim	State Examination in Human Medicine
20	Nilofer Ahmed	Freinsheim	State Examination in Pharmacy
21	Salma Mubarika Goraya	Mainz	Second State Examination in Pharmacy
22	Syeda Sofia Nuur Abbasi	Frankfurter Berg	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
23	Nida Ranjah	Pfungstadt	Second State Examination in Teaching
24	Atifa Ahmed	Friedberg West	Second State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
25	Hira Khan	Langenselbold	Second State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
26	Nidda Hina Ahmed	Worfelden	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
27	Noshin Ahmad	Frankfurt-Griesheim	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
28	Naila Tahir Nasir	Höchst	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
29	Lubna Razaq	Baitur Rasheed	Second State Examination in Teaching at Gymnasium
30	Selma Ahmed	Steinbach	Second State Examination in Teaching at Primary Schools
31	Tehrim Ahmad	Hausen	First State Examination in Teaching at Gymnasium
32	Sera Varli	Lüdenscheid	First State Examination in Teaching at Primary Schools
33	Husna Shams	Friedrichsdorf	First State Examination in Teaching at Gymnasium
34	Syeda Sofia Nuur Abbasi	Frankfurter Berg	First State Examination in Teaching at Gymnasium
35	Maha Khawaja	Neu-Isenburg	First State Examination in Teaching at Gymnasium
36	Atifa Ahmed	Friedberg West	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
37	Sonia Samrin Ahmed	Fulda	First State Examination in Teaching at Primary Schools
38	Friha Afzal	Friedberg Mitte	First State Examination in Teaching at Primary Schools
39	Shahida Kanwal Ahmad	Baitussabuh Nord	First State Examination in Teaching at Gymnasium
40	Bariyah Qamar	Herborn	First State Examination in Teaching at Gymnasium
41	Zoha Ahmad	Flörsheim am Main	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
42	Yasmin Farwa Abbasi	Langen	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
43	Ayscha Kahloon-Jaryullah	Dreieich	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
44	Bushra Abbasi	Goldstein	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
45	Aneela Imtiaz	Hannover	First State Examination in Teaching at Gymnasium
46	Saima Ahmed Saroa	Nuur Moschee	First State Examination in Teaching at Primary Schools
47	Saira Afzal	Groß-Gerau Auf Esch	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
48	Sanna Warraich-Akmal	Raunheim Nord	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
49	Rahila Ahmed Mirza	Nuur Moschee	First State Examination in Teaching at Gymnasium
50	Manahil Khawaja	Altenstadt	First State Examination in Teaching at Primary Schools
51	Amat-ul-Musawwir Zafar	Koblenz	First State Eximination in Teaching at Primary Schools
52	Atiya Ahmed	Friedberg West	First State Examination in Teaching at Primary Schools
53	Sofia Ahmed-Janjua	Dreieich	First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools
54	Ramsha Mansoor	Mörfelden	First State Examination in Teaching at Gymnasium
55	Shibra Iman Khawaja	Berlin	State Examination in Law
56	Sania Nasir Butt	Pinneberg	Master of Arts in Social Work
57	Sanna Hübsch	Nuur Moschee	Master of Arts in Sociology
58	Saba Khawaja	Neu-Isenburg	Master of Arts in Education
59	Khansa Tanveer	Bruchköbel	Master of Arts in Education
60	Mahjabeen Ahmad	Friedberg West	Master of Science in Chemistry
61	Faria Khan Ahmed	Northeim	Master of Arts in Indology
62	Raffia Mohiuddin	Rodgau	Master of Arts in Islamic Studies
63	Amatul Musawir Syed	Homburg Saar	Master of Science in International Management
64	Lubna Razaq	Baitur Rasheed	Master of Education in High School Teaching
65	Saba Mateen	Steinbach	Master of Science in Computer Science
66	Annam Haider	Rodgau	Master of Science in Computing in the Humanities

Nr	Name	Jamaat	Degree
67	Namood E Sehr Ahmad	Nürnberg	Master of Science in Chemical and Biological Engineering
68	Hirra-Rahman Butt	Esslingen	Master of Arts in Business Management
69	Wafa Nasir Butt	Pinneberg	Master of Arts in Architecture
70	Nabila Bushra	Dornheim	Master of Arts in Sociology
71	Soha Babar	Heilbronn	Master of Science in International Management
72	Tahira Bhatti	Soest	Master of Education in Practical Philosophy, Islamic Religious Studies
73	Sidra Basheer	Nasir Bagh	Master of Science in Biomolecular Engineering
74	Madiha Ilyas	Rüsselsheim Nord	Masters of Science in Psychology
75	Maha Khan	Husum	Master of Arts in Clinical Social Work
76	Nayab Majid Chaudhry	Pinneberg	Master of Science in Physics
77	Rabia Parwaz	Müllheim Ruhr	Master of Education in Business Education
78	Nida Ahmad Hirsch	Bruchköbel	Master of Science in Molecular Biology
79	Nida Ahmad	Berlin	Master of Education in Primary School Teaching
80	Nazish Rana Ahmad	Rodgau	Master of Science in Management and Technology
81	Huma Rehman	Jesteburg	Master of Education in Religious Studies
82	Qudzia Tariq Kang	Nauheim	Master of Science in Medical Informatics
83	Munaza Parviz	Hofheim	Masters of Science in Architecture
84	Schmaila Muzaffar Khan	Pinneberg	Masters of Science in Psychology
85	Lubna Khan	Eidelstedt	Master of Education in Teaching at Primary & Secondary
86	Tanzila Khan	Borken	Master of Education in English & Spanish
87	Memona Mateen	Steinbach	Master of Science in Development Economics
88	Haniya Rubab Anwar	Hofheim	Master of Arts in Education
89	Rabiya Ahmed	Karben	Master of Arts in Education
90	Aafiya Idrees	Aachen	Master of Science in Biomedical Technologies
91	Sajeela Hussain	Mahdi Abad	Master of Arts in Sociology
92	Azra Iftikhar	Göppingen	Master of Education in Primary School Teaching
93	Atia Qader Ghumaan	Göppingen	Master of Arts in International Peace & Conflict Studies
94	Aneela Ahmad	Recklinghausen	Master of Education in German and English
95	Imama Ahmed	Babenhausen	Master of Education in Teaching
96	Fozia Mubarik Ahmed	Northeim	Bachelor of Arts in Healthcare Management
97	Mliha Komml Butt	Maintal	Bachelor of Arts in Education
98	Uroosa Ahmed	Büttelborn	Bachelor of Arts in Cultural Anthropolgy
99	Maryam Ahmad	Frankenberg	Bachelor of Arts in Comparative Culture & Religious Studies
100	Aisha Ahmad	Bait ur Rasheed	Bachelor of Science in Psychology
101	Sania Nasir Butt	Pinneberg	Bachelor of Arts in Education Sciences
102	Khansa Tanveer	Bruchköbel	Bachelor of Arts in Education
103	Munaza Parviz	Hofheim am Taunus	Bachelor of Engineering in Architecture
104	Fareeha Saadat Ahmed	Marburg	Bachelor of Arts in Educational Science
105	Shmaila Ahmad	Montabaur	Bachelor of Arts in Sociology
106	Bariah Ahmad	Bait us Sabuh Süd FFM	Bachelor of Arts in Education
107	Hibah Mir	FOM Ost	Bachelor of Arts in Social Economics
108	Tamsila Khan	Rüsselsheim Nord	Bachelor of Engineering in Interdisciplinary Engineering Sciences
109	Nabelah Shahid	Euskirchen	Bachelor of Arts in Integrated Design
110	Ramen Malik	Heilbronn	Bachelor of Science in Business Informatics - Management and IT
111	Munazza Butt Mobin	Bielefeld	Bachelor of Arts in Social Work
112	Jasmina Waqar	Waiblingen	Bachelor of Arts in Social Work
113	Maha Khan	Husum	Bachelor of Arts in Social Work
114	Tanzeela Khalid	Rüsselsheim Ost	Bachelor of Arts in Education/German Studies
115	Syeda Farrah Nuur Abbasi	Frankfurter Berg	Bachelor of Engineering in Geoinformation and Municipal Engineering
116	Haniya Malik	Ginsheim	Bachelor of Arts in Comparative Religions/Anthropology
117	Sumeera Khokhar	Schleswig	Bachelor of Arts in German Studies & Philosophy
118	Saba Khawaja	Neu-Isenburg	Bachelor of Arts in Education
119	Minhal Ahmed	Bruchsal-West	Bachelor of Arts in Business Administration Bank
120	Ansa Maria Adnan	Raunheim-Süd	Bachelor of Arts in Social Work

Nr	Name	Jamaat	Degree
121	Amatul Musawir Syed	Homburg Saar	Bachelor of Arts in International Business Administration
122	Maariya Gessler	Baitus Sabuh Nord	Bachelor of Arts in Education
123	Khaula Ayaz	Marburg	Bachelor of Science in Psychology
124	Shaista Ahmed	Groß-Gerau Süd	Bachelor of Arts in Religious Studies
125	Purwa Arooj Kashif Kahloon	Raunheim Süd	Bachelor of Arts in Health-Related Social Work
126	Moofiza Mubarik	Schwetzingen	Bachelor of Arts in Educational Science & Psychology
127	Marya Rauf	Lüneburg	Bachelor of Arts in Social Work
128	Shehnila Ahmed	Reichelsheim	Bachelor of Arts in Sociology
129	Muniba Ahmad	Wandsbek	Bachelor of Arts in Business Administration
130	Mairah Ahmed	Ginnheim	Bachelor of Arts in American Studies
131	Sahir Naveed	Altona	Bachelor of Science in Physician Assistant
132	Rushma Mirza	Hannover	Bachelor of Arts in Cross-Curricular
133	Farkhanda Ahmed	Eich-Worms	Bachelor of Arts in English Studies
134	Shmaila Afzal	Hannover	Bachelor of Arts in Social Work
135	Anam Razzaq	Rahlstedt	Bachelor of Arts in Childhood Education
136	Somaira Khokhar	Wandsbek	Bachelor of Arts in Childhood Education
137	Shanza Malik	Heilbronn	Bachelor of Science in Medical Informatics
138	Mariam Raja	Bremen	Bachelor of Arts in High School
139	Nayab Majid Chaudhry	Pinneberg	Bachelor of Science in Physics
140	Sidra Basheer	Nasir Bagh	Bachelor of Science in Biotechnology
141	Duaa Khalid	Bremen	Bachelor of Arts in High School
142	Natascha Ahmad Rana	Frankenberg	Bachelor of Arts in Oriental Studies
143	Amat Ullah Cheema	Lauterborn	Bachelor of Science in Medical Management
144	Bushra Abbasi	Goldstein	Bachelor of Science in Geography
145	Tahira Ahmad	Pforzheim	Bachelor of Arts in Social Sciences
146	Kafia Tahir Rana	Trebur	Bachelor of Arts in Sociology
147	Ramien Mubarik	Pinneberg	Bachelor of Science in Psychology
148	Fareeha Nasir Javaid	Weingarten	Bachelor of Arts in Multilingualism & Intercultural Education
149	Aisha Ahmad Butt	Groß-Gerau Süd	Bachelor of Arts in Philosophy and Sociology
150	Mehwish Abbas	Montabaur	Bachelor of Science in Media Informatics
151	Sarah Rauf Nawaz	Lüneburg	Bachelor of Arts in Teaching and Learning
152	Nabila Rehman	Baitus Sabuh Nord	Bachelor of Arts in Business Administration
153	Bareya Ahmad	Mainz	Abitur
154	Ayesha Shahzad	Bremerhaven	Abitur
155	Aina Ahmad	Lampertheim	Abitur
156	Zoha Khan	Osnabrück	Abitur
157	Hala Sajid	Münster (Hessen)	Abitur
158	Nida Ahmad	Darmstadt-Griesheim	Abitur
159	Sofia Ahmad	Ginsheim	Abitur
160	Mahrukh Butt	Leeheim	Abitur
161	Sanna Ahmad	Lampertheim	Abitur
162	Firhana Naseer Ahmad	Fuhlsbüttel	Abitur
163	Maha Nasir Malik	Rödermark	Abitur
164	Palvisha Qamar Zia	Ginsheim	Abitur
165	Atika Rashid	Köln	Abitur
166	Hurmain Ahmad	Leverkusen	Abitur
167	Tazeen Afzal	Bremen	Abitur
168	Mobariza Majid	Frankfurt.Griesheim	Abitur
169	Basma Afzal	Eschersheim	Abitur
170	Sana Ahmed	Mosbach	Abitur
171	Jaziba Ahmad Butt	Ebingen	Abitur
172	Lowat Momina Mushtaq	Nuur Moschee	Abitur
173	Afia Butt	Bruchsal-Ost	Abitur
174	Isra Ahmed	Wiesbaden Süd	Fachabitur

طالبات بیرون از جرمنی

Nr	Name	Jamaat	Degree
1	Tuba Ahmed Butt	Türkei, Istanbul	State Examination in Human Medicine
2	Naela Najam	Chicago, USA	State Examination in Human Medicine
3	Manahul Ahmad	Austria	Doctor of General Medicine
4	Amna Qamar Kulla	Sankt Gallen/Switzerland	Federal Diploma Medical Doctor
5	Amtul Rafiq Kulla	Sankt Gallen/Switzerland	Master of Law in Law
6	Hibatul Hay Sadiyya Ata	Georgia	Master of Science in Oral Surgery and Implantology
7	Amna Shafqat	Czech Republic	Master of Arts in Public and Social Policy and Human Resources
8	Rushda Shafique	Bad Homburg	Master of Science in Physiology
9	Ramla Snober	Erfurt	Master of Science in Pharmaceutical Chemistry
10	Sumera Kulla	Sankt Gallen/Switzerland	Bachlor of Law in Law
11	Aliza Mustafa	Bremen	Bachelor of Science in Physics
12	Maliha Saqib	Burkina Faso	Baccalaureat in Sciences
13	Friha Nusrat Jahan Tarnutzer	Zürich-Nasir/Switzerland	Diploma in Economics
14	Maya Ahmed	Berlin	Matric in Pakistan

جرمنی میں مساجد کے دروازے کھلے رکھنے کا دن

3 اکتوبر جرمنی کے لئے بہت خصوصیت اور اہمیت کا حامل دن ہے۔ یہ دن دیوارِ برلن گرنے اور مغربی و مشرقی جرمنی کے دوبارہ اتحاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔ احمدی بھی جذبہ حب الوطنی کے تحت اس دن اپنی مساجد میں دیگر اقوام و مذاہب کے مرد و خواتین کو مدعو کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کرانے، اپنی مساجد دکھانے اور اسلام کا روشن اور جاذب نظر چہرہ دکھانے کا موقع ملتا ہے۔

1997ء سے جماعت احمدیہ جرمنی بھی یہ دن منا رہی ہے، الحمدللہ۔ امسال بھی جرمنی کی مساجد اور نماز سنٹرز میں یہ پروگرام منعقد ہوئے۔ آنے والی مہمان فیملیز کی دلچسپی کے لئے مختلف انتظامات کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کے لئے خوبصورت انداز میں اسلام نمائش اور بک سٹالز لگائے گئے۔ نیز مہمانوں کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

نور مسجد فرانکفرٹ

مؤرخہ 3 اکتوبر 2023ء کو مسجد نور فرانکفرٹ میں Tag der offenen Tür منایا گیا۔ پروگرام کی تشہیر سوشل میڈیا، اخبار اور فلائرز کی تقسیم کے علاوہ ذاتی روابط کے ذریعہ کی گئی۔ چنانچہ پروگرام کے دن صبح دس بجے سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا جو شام تک جاری رہا۔ موسم کی خرابی کے باوجود 71 غیر از جماعت جرمن و مختلف قومیتوں کے مرد و خواتین مسجد آئے اور اسلام احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں اسلام احمدیت کے تعارف پر مبنی نمائش بھی لگائی گئی تھی۔ مہمانوں نے شوق سے اس نمائش کو بھی دیکھا اور سوالات بھی کیے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے سو سال پورے ہونے کے حوالہ سے ڈاکومینٹری دکھانے کا انتظام ٹیلی ویژن کے ذریعے کیا گیا تھا۔

مسجد کے باہر احاطہ میں مہمانوں کی ریفریشمنٹ اور بیٹھنے کے لئے ایک خیمہ بھی لگایا گیا تھا جہاں سارا دن مہمانوں کی تواضع چائے، کافی، سموسہ، کیک اور جوس وغیرہ سے کی جاتی رہی۔ اسی طرح بچوں کی دلچسپی اور کھیل کود کے لئے بھی انتظام کیا گیا تھا۔ مہمانوں کے لیے جماعتی لٹریچر کا بھی ایک اسٹال لگایا گیا تھا۔ اس روز آنے والوں میں درج ذیل افراد بھی شامل تھے۔

- Dr. Iranbomy, KAV
- Katharina Stier, Ortsbeirat und Landtagskandidatin
- Anita Akmadza, Stadtparlament
- Kristina Luxen, Stadtparlament

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مہمان جماعت احمدیہ کے بارہ اچھا تاثر لے کر گئے۔

(واصل احمد۔ سیکرٹری تبلیغ لوکل امارت فرانکفرٹ)

لوکل امارت Wiesbaden

مؤرخہ 3 اکتوبر 2023ء کو لوکل امارت ویزبادن کی مسجد مبارک میں Tag der offenen Tür منعقد ہوا جس میں خدا کے فضل سے 116 مہمان شامل ہوئے۔ پروگرام کی تیاری کے دوران ویزبادن میں 1000 لیف لیٹس تقسیم ہوئے اور 100 Posters لگائے گئے۔ مسجد کے Multi purpose hall میں ایک خاص نمائش لگائی گئی جس میں قرآن مجید اور اسلامی خطاطی دکھائی گئی۔ بچوں کے لئے ایک کھیل کا بھی انتظام تھا اور باقی سب مہمانوں کے لئے کھانا بھی موجود تھا۔ پروگرام میں مختلف مذاہب کے نمائندگان آئے اور اسی طرح SPD پارٹی کے مندرجہ ذیل 3 ممبران شامل ہوئے۔

1-Alexander Hofmann
2-Ingeborg Groebel
3-Ibrahim Kizilgöz

(رپورٹ: مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ)

مرتبہ: اویس احمد نوید، مربی سلسلہ

کتابوں کی شہرہ آفاق
75 ویں عالمی نمائش

آبادی اور رقبہ کے اعتبار سے جرمنی کا سب سے بڑا شہر برلن ہے، جس کو ملک کا دارالحکومت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ لیکن آبادی میں پانچویں نمبر پر ہونے کے باوجود فرانکفرٹ شہر کی شہرت برلن سے کسی طور کم نہیں ہے۔ اس کو عالمی نظروں میں مقام دلوانے میں جو عوامل اپنا کردار ادا کرتے چلے آ رہے ہیں، ان میں یہاں سارا سال لگنے والی عالمی نمائشوں کا بھی بہت بڑا دخل ہے جن کو دیکھنے کے لئے سال بھر پوری دنیا سے لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ہر سال ماہ اکتوبر میں لگنے والی کتابوں کی عالمی نمائش دنیا بھر میں اپنی ایک پہچان رکھتی ہے۔ دنیا بھر کے ادیب، شاعر، پبلشر، پرنٹر، کتب فروش، آرٹسٹ، میوزیشنز اور کتابوں میں دلچسپی رکھنے والوں کا اجتماع، اس شہر کی رونق میں اضافہ اور شہرت کو دوام بخشتا ہے۔ اس سال منعقد ہونے والا کتابوں کا عالمی میلہ جس کو بک فیئر کہا جاتا ہے، 18 سے 22 اکتوبر تک جاری رہا۔ یہ اس میلہ کا 75 واں سال تھا جس میں 95 ممالک سے لٹریچر کے چار ہزار سٹال لگائے گئے۔ جن کا 130 ممالک کے اڑھائی لاکھ سے زائد لوگوں نے جائزہ لیا۔ سات ہزار میڈیا نمائندگان اس کے علاوہ تھے۔ ان پانچ دنوں میں دو ہزار چھ سو سیمینار اور مختلف نوعیت کی میٹنگز منعقد ہوئیں۔

کتاب میلہ میں 1976ء سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ ہر سال کسی ایک ملک کو مہمان خاص کا درجہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ امسال Slovenia کو یہ درجہ حاصل تھا۔ انہوں نے مہمان خاص کا درجہ حاصل ہونے کے بعد سو سے زائد کتب کا جرمن ترجمہ شائع کر کے ان کو کتاب میلہ میں پیش کیا۔ اسی طرح سلووینین ادب، شاعری، فلاسفی، آرٹ اور میوزک کے چار سو نمونے نمائش میں پیش کئے گئے۔

جرمن بک سیلر ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر سال کتاب میلہ پر کسی ادیب کی تازہ تصنیف پر اس کو اَمن کا خصوصی انعام بھی دیا جاتا ہے۔ امسال یہ انعام سلمان رُشدی کو ان کے تازہ ناول Victory City پر دیا گیا۔ وہ اگست 2022ء میں ان پر ہونے والے چاقو کے حملہ کے بعد پہلی بار منظر عام پر نظر آئے۔

کتاب میلہ کے موقع پر LiTprom Association افریقہ، ایشیاء، لاطینی امریکہ کے ممالک میں شائع ہونے والے لٹریچر پر انعام دیتی ہے۔ امسال یہ انعام فلسطینی ادیبہ عدنیہ شبلی کو ان کے ناول Minor Detail پر دیا جانا تھا۔ یہ ایک فلسطینی لڑکی کی کہانی ہے جس کو 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران زیادتی کر کے مار دیا گیا تھا۔ فلسطین اسرائیل کی تازہ صورتحال کے باعث LiTprom Association نے یہ تقریب منسوخ کر دی۔ جس پر بطور احتجاج انڈونیشیا پبلشر ایسوسی ایشن، شارجہ بک اتھارٹی، امارات پبلشر ایسوسی ایشن، عرب پبلشر ایسوسی ایشن مصر، وزارت تعلیم ملائیشیا نے کتاب میلہ کا بائیکاٹ کر دیا اور اپنے سٹال لگانے سے انکار کر دیا۔ ملائیشیا اور

انڈونیشیا کے وفود نے اس موقعہ پر اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت سخت بیان بھی جاری کیا۔

اگلے سال 2024ء میں یہ کتاب میلہ سولہ سے بیس اکتوبر تک منعقد ہو گا اور اٹلی کو خصوصی مہمان کا درجہ دیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا سٹال

جماعت احمدیہ جرمنی ہر سال اپنے پبلشنگ ادارے Verlag der Islam کے نام سے سٹال بک کرتی ہے۔ امسال بھی بیس مربع میٹر کی جگہ حاصل کی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے باون مربع میٹر جگہ مہیا کر دی۔ جماعتی سٹال کے پہلو میں موجود سٹال خالی رہنے کی وجہ سے انتظامیہ نے اس جگہ کو استعمال کرنے کی از خود اجازت دے دی۔ چنانچہ اس جگہ پر Review of Religions German اور نور میگزین کے سٹال کے لئے جگہ مخصوص کر دی گئی۔

جماعت کے سٹال پر قرآن کریم کے مختلف تراجم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف اسلامی اصول کی فلاسفی، مسیح ہندوستان میں، کشتی نوح، نزول المسیح اور حمامة البشریٰ کے جرمن تراجم بھی رکھے گئے تھے۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کی تصانیف کے جرمن تراجم بھی دستیاب تھے۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت وسوانح پر جرمن مشن کی شائع کردہ کتاب بھی پیش کی گئی۔ احادیث کی کتب خصوصاً حدیقة الصالحین اور شمائل النبی ﷺ کے جرمن تراجم، World Crisis and the Pathway to Peace کا جرمن ترجمہ، بچوں کو دین سکھانے اور دینی معلومات مہیا کرنے والا جرمن لٹریچر، سلمان رُشدی کی کتاب The Satanic Verses کا جواب جو جرمن مشن نے 1992ء میں شائع کیا تھا کتاب میلہ کے دوران لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنا رہا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ان ایام میں تین ہزار سے زائد لوگوں نے باقاعدہ جماعت کے سٹال پر کھڑے ہو کر لٹریچر سے متعلق سنجیدہ گفتگو کی جبکہ بارہ ہزار افراد نے سٹال پر موجود کتب، پوسٹرز اور فلائرز سے استفادہ کیا۔ آخری دو روز جبکہ عام پبلک کا رَش ہوتا ہے لوگوں کو اپنا نام عربی رسم الخط خطاطی میں لکھوانے کی سہولت مہیا کی گئی تھی جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ مکرم حافظ لقمان احمد مربّی سلسلہ نے یہ خدمت سرانجام دی۔ کتاب میلہ کے دوران مکرم مبارک احمد تنویر مربّی سلسلہ سیکرٹری اشاعت وتصنیف جرمنی کی زیرِ نگرانی درج ذیل دوستوں نے مختلف اوقات میں ڈیوٹی دینے کی توفیق پائی۔ مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم محمد مصور احمد صاحب، مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب (مربیان سلسلہ)، مکرم ظفر احمد اقبال صاحب، مکرم امان اللہ صاحب (کارکن شعبہ اشاعت)۔ اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے مکرم عبدالحئی صاحب، مکرم ایقان طارق صاحب، مکرم فہیم احمد صاحب، مکرم حمزہ خالد صاحب اور لجنہ ماءاللہ کی طرف سے محترمہ وسیمہ حنی صاحبہ، محترمہ قرۃ العین صاحبہ، محترمہ فاطمہ مجوکہ صاحبہ، محترمہ فاطمہ عابد صاحبہ، محترمہ ربیعہ انعام صاحبہ، محترمہ عطیہ نور صاحبہ، محترمہ خولہ ہبش صاحبہ نے مدد فراہم کی۔

بابرگ و بار ہوویں

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے پیارے آقا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کے بیٹے عزیزم کاشف محمود (متعلم درجہ شاہد، جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم آصف محمود صاحب کے نکاح کا اعلان مؤرخہ 10 ستمبر بروز اتوار بیت السبوح فرانکفرٹ میں عزیزہ تحریم خان صاحبہ بنت مکرم رفیع اللہ خان صاحب کے ساتھ بعوض چار ہزار یورو حق مہر فرمایا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ عزیزم کاشف محمود مکرم چودھری حاتم علی صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم چودھری ظہور احمد صاحب وڑائچ آف اسلام آباد پاکستان کا نواسا ہے جبکہ عزیزہ تحریم خان مکرم صوفی مطیع اللہ خان صاحب کی پوتی اور مکرم منصور احمد خالد طور کارکن بیت المال خرچ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی نواسی ہے۔ احبابِ جماعت سے یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لیے بابرکت اور دائمی خوشیوں کا موجب ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(درثمین احمد، جماعت Bad Marienberg)

تقرر صدر خدام الاحمدیہ جرمنی

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو سال (نومبر 2023 تا اکتوبر 2025ء) کے لئے مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مربی سلسلہ کا بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور محترمہ حامدہ سوسن چودھری صاحبہ کا بطور صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی تقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بابرکت فرمائے، خلافتِ احمدیہ کا حقیقی سلطانِ نصیر بن کر مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجسٹ)

کیا ذیابیطس سے مکمل نجات ممکن ہے؟

ڈائبیٹکس یو کے نامی برطانوی تنظیم کے مطابق 40 سال سے زیادہ عمر کا ہر 10 میں سے ایک شخص ذیابیطس کی بیماری کا شکار ہے۔ گزشتہ دو دہائیوں میں اس کے اعداد میں دگنا اضافہ ہوا ہے۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ 2030ء تک تقریباً مزید 55 لاکھ لوگ اس بیماری کا شکار ہوں گے۔

ذیابیطس کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں: ٹائپ ون اور ٹائپ ٹو۔ ٹائپ ون بہت عام نہیں ہے اور اس کا علاج بھی نہیں ہے۔ ٹائپ ٹو زیادہ وزن بڑھنے اور ایسے لائف سٹائل جس میں طویل مدت کے لیے بیٹھنا پڑتا ہے، سے ہوتی ہے لیکن اس کے علاوہ مزید وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ اس سب میں اچھی خبر یہ ہے کہ ٹائپ ٹو ذیابیطس کے 80 فیصد تک علاج کے امکانات موجود ہیں۔ اگر آپ کا وزن بہت زیادہ ہے تو آپ وزن کم کر کے ذیابیطس کا خطرہ ٹال سکتے ہیں یا اس عمل کی رفتار روک سکتے ہیں۔ اسی طرح متوازن غذا کھائیں مثلاً بغیر کسی فکر کے جتنی چاہیں سبزیاں کھائیں۔ ان میں کیلوریز کم ہوتی ہیں سوائے آلو، شکر قندی کے۔ کیونکہ ان میں نشاستہ یا عام لفظوں میں شکر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہول گرین یعنی چھان والا آٹا اور دالیں استعمال کریں، اس سے خوراک آہستگی سے خون میں شامل ہوتی ہے اور بلڈ شوگر لیول کنٹرول رکھنے میں مدد ملتی ہے۔[1]

مردوں کے لیے مانع حمل ٹیکہ تیار

کونسل آف میڈیکل ریسرچ (آئی سی ایم آر) کے کامیاب تجربے کا ان دنوں طبّی دنیا میں بہت چرچا ہے۔ سات سال کی تحقیق کے بعد تیار کیے جانے والے ریورسیبل (یا جسے واپس ٹھیک کیا جا سکے) مردانہ مانع حمل انجیکشن کی کلینیکل آزمائش مکمل ہوئی ہے اور اب اس انجیکشن کے استعمال کی منظوری دی گئی ہے۔

آئی سی ایم آر کا دعویٰ ہے کہ اس انجیکشن کے کوئی سنگین منفی اثرات نہیں ہیں اور یہ بہت مؤثر ہے۔ اس کے تیسرے کلینیکل ٹرائل کے نتائج گزشتہ ماہ معروف میڈیکل جرنل اینڈرولوجی میں شائع ہوئے تھے۔ اس ٹیکہ کو آر آئی ایس یو جی Reversible inhibition of sperm under guidance کہا جاتا ہے۔

تحقیق سے پتا چلا کہ یہ ایزوسپرمیا کا ہدف حاصل کرنے کے لیے 97.3 فیصد تک جبکہ حمل کے ٹھہرنے کو روکنے میں یہ عمل 99.02 فیصد مؤثر رہا ہے۔

ایزوسپرمیا سے مراد سپرم کے اخراج میں رکاوٹ ہے۔ انجیکشن لگنے کے بعد یہ مردوں میں تقریباً 13 سال تک مؤثر رہتا ہے۔ اس سے حمل کو روکنے میں مدد ملے گی۔[2]

کھٹملوں کا سدّباب

ان دنوں پیرس اور دیگر فرانسیسی شہروں میں خوف وہراس کا سبب بیڈ بگز یا بستر میں پلنے والے کیڑے یا کھٹملوں کے کاٹنے سے انفیکشن میں اضافہ ہے۔

بے آرامی اور انفیکشن کا باعث بننے والے یہ کیڑے بہت چھوٹے ہوتے ہیں، بالغ کھٹملوں کی لمبائی تقریباً 5 ملی میٹر تک ہوتی ہے (چاول کے دانے سے بھی کم) اور یہ بیضوی شکل کے ہوتے ہیں۔ ان کی چھ ٹانگیں ہیں اور یہ گہرے پیلے، سرخ یا بھورے رنگ کے ہو سکتے ہیں۔

ایسے اقدامات ہیں جو ان سے بچا سکتے ہیں، جیسا کہ:

آلودہ بستروں اور کپڑوں کو گرم پانی میں دھونا اور کم از کم 30 منٹ تک انہیں خشک ہونے دینا۔

کپڑے یا بستر کی چادر کو پلاسٹک کے تھیلے میں ڈال کر تین یا چار دن کے لیے فریزر میں رکھنا۔

گھر کو باقاعدگی سے صاف کرنا۔ کھٹمل صاف اور گندی دونوں جگہوں پر پائے جاتے ہیں، لیکن باقاعدگی سے صفائی ان کی نشاندہی کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

دوسرے اقدامات میں بستروں کے ارد گرد بہت زیادہ اشیا جمع کرنے سے گریز کرنا، یا سیکنڈ ہینڈ فرنیچر کی گھر کے اندر لے جانے سے پہلے جانچ کرنا بھی شامل ہے۔[3]

1-https://www.bbc.com/urdu/articles/cx0ev3dj4w0o

2-https://www.bbc.com/urdu/articles/c3grddrwp7xo

3-https://www.bbc.com/urdu/articles/cw9vn2ln14xo

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

یورپین یونین کا سخاروف ایوارڈ 2023ء

یورپین یونین کی طرف سے انسانی حقوق کے لئے سخاروف ایوارڈ (Sakharov Prize) بعد ازمرگ مہسا امینی (Mahsa Amini) کو دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ یورپی پارلیمنٹ کی طرف سے ہر سال آزادیٔ فکر اور انسانی حقوق کا دفاع کرنے والے افراد اور اداروں کو دیا جاتا ہے۔ انعام کی حقدار قرار پانے والی کُرد خاتون ایران میں دوران قید تشدّد کے باعث ستمبر 2022ء میں ہلاک ہوگئی تھیں۔ ان کو یہ انعام ان کی موت کے بعد خواتین کی زندگی اور آزادی کے لئے شروع ہونے والی تحریک کو دیا گیا ہے۔ ایوارڈ کا اعلان یورپین پارلیمنٹ کی صدر روبرٹا میٹسولا (Roberta Metsola) نے کیا اور تحریک خواتین کو ایران میں وقار اور آزادی کی علامت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایوارڈ بہادر ایرانی خواتین، مردوں اور نوجوانوں کو خراجِ تحسین ہے۔ سخاروف ایوارڈ سوویت ماہرطبیعات اور 1975ء کے نوبل اَمن انعام یافتہ آندرے سخاروف (Andrei Dmitrievich Sakharov) کے نام پر دیا جاتا ہے جو سیاسی طور پر منحرف ہوگئے تھے۔

جرمن شہریوں میں ذہنی دباؤ کا بڑھتا مسئلہ

جرمن شہریوں کے اندر بڑھتے ہوئے ڈیپریشن کے بارہ میں ایک تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ ساٹھ سال سے زائد عمر کے جرمن شہریوں میں ڈیپریشن ستائیس فیصد تک بڑھا ہے۔ طبّی نوعیت کے عوامی جائزے میں بزرگ شہریوں میں مختلف نوعیت کے ڈیپریشن میں ماضی کی نسبت اضافہ زیادہ دیکھا گیا ہے۔ ڈی ڈبلیو کی حالیہ رپورٹ کے مطابق ہیلتھ انشورنس کمپنی کی مدد سے کئے گئے جائزے کے مطابق 60 سے لے کر 69 برس تک کی عمر کے شہریوں میں 2021ء کی نسبت اس سال ڈیپریشن زیادہ ہے۔

نجی یونیورسٹیوں کی مقبولیت میں اضافہ

جرمنی میں ماضی کے برعکس موجودہ دَور میں نجی یونیورسٹیوں کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے جس کا اندازہ نجی یونیورسٹیوں میں طلباء کی بڑھتی تعداد سے ہوا ہے۔ جرمنی کے وفاقی ادارہ برائے شماریات کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق 2020-21ء کے سال میں نجی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کی تعداد 342,600 تھی، جو بیس سال قبل کے مقابلے میں 12 گنا زائد ہے۔ اس وقت نجی یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم طلباء کی تعداد 29,400 تھی۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ جرمنی میں نجی یونیورسٹیوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں نجی یونیورسٹیوں کی تعداد 49 سے بڑھ کر 114 ہو چکی ہے۔

جرمن وزیرِ خارجہ کا مشرقِ وسطیٰ کا ہنگامی دورہ

اسرائیل اور حماس کے دوران جاری لڑائی کو روکنے اور جرمن شہریوں کی حفاظت کے لئے جرمن وزیرِ خارجہ نے اردن، لبنان اور اسرائیل کے ہنگامی دورے کئے۔ روانگی سے پہلے وزیرِ خارجہ نے برلن میں کہا تھا کہ اس دورے کا مقصد اسرائیل کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرنا ہے اور یرغمالیوں کی رہائی کے لئے دباؤ ڈالنا ہے، ان یرغمالیوں میں جرمن شہری بھی شامل ہیں۔ جرمن وزیر خارجہ انالینا بیئر بوک (Annalena Baerbock) نے دَوروں کے دوران لبنان میں اقوامِ متحدہ کی اَمن فوج میں شامل جرمن فوجیوں سے بھی ملاقات کی۔ اس دورے کے دوران جرمن وزیرِ خارجہ نے کہا کہ عسکریت پسند حماس کی قید میں یرغمالیوں کی رہائی کے لئے کوششیں جاری رہیں گے۔ جرمن وزارت خارجہ کے خیال کے مطابق غزہ میں ایک سو سے زائد جرمن شہری مقیم ہیں۔

تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں
جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز برقرار

الحمدللہ امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی کو پوری دنیا میں تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنی پہلی پوزیشن قائم رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کا اعلان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3 نومبر 2023ء کے خطبہ میں فرمایا۔

دعا ہے کہ پیارے آقا نے خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کا جو مضمون بیان فرمایا، اس کی روح کو سمجھتے ہوئے آئندہ بھی اس اعزاز کو برقرار رکھنے والے ہوں، آمین۔

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

جماعت احمدیہ ہر سال خصوصی طور پر ماہ ربیع الاوّل کے دوران جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔ ان جلسوں کا آغاز اس وقت جماعت احمدیہ نے کیا تھا جب ایک ہندو نے آنحضور ﷺ کے بارہ میں گستاخانہ کتاب لکھی اور غازی علم الدین نے حضور ﷺ کی غیرت میں اسے قتل کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ ایسی کتابوں کا اصل جواب یہ ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کی سیرت کو کثرت کے ساتھ بیان کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے حضورؓ نے جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے جماعت دنیا بھر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی جماعت احمدیہ جرمنی میں ہونے والے متعدد جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ بھی ہیں۔

لوکل امارت فرانکفرٹ

امسال مورخہ یکم اکتوبر 2023ء بروز اتوار لوکل امارت فرانکفرٹ کو بعد از نماز ظہر وعصر جلسہ سیرت النبی ﷺ بیت السبوح میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کی صدارت مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مع جرمن و اردو ترجمہ مکرم رمیض شاہد صاحب نے کی۔ مکرم مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم نعتیہ کلام پڑھا۔ جلسہ کی پہلی تقریر جرمن زبان میں مکرم سجیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ بعد ازاں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اردو زبان میں تقریر کی۔ ان تقاریر میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہوئے آپ کی سیرت کے واقعات پیش کئے گئے۔

جلسہ میں کل سات سو احباب وخواتین شامل ہوئے۔ جلسہ کے اختتام کے بعد احباب وخواتین نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے سے اختتامی خطاب کو براہِ راست سنا اور اپنے پیارے امام کے ساتھ عہد کو بھی دُہرایا اور اختتامی خطاب کے بعد بیت السبوح میں موجود سب شاملینِ جلسہ دعا میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے بعد ضیافت کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

(عبدالحلیم بھٹی، سیکرٹری تربیت لوکل امارت فرانکفرٹ)

لوکل امارت ہمبرگ

مؤرخہ 29 اکتوبر 2023ء بروز اتوار لوکل امارت ہمبرگ کا جلسہ سیرت النبی ﷺ سکول کے ایک بڑے ہال میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر کی زیرِ صدارت ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک و اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم منور حسین طور صاحب کے حصہ میں آئی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم احسن رزاق صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم حفیظ الرحمٰن انور صاحب نے منظوم کلام پیش کیا جس کا ترجمہ عزیزم احسن عارف نے پیش کیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر جرمن زبان میں مکرم شکیل محمود عمر صاحب مربی سلسلہ نے ''آنحضرت ﷺ کی امت مسلمہ سے محبّت و دعا اور یہود کی تاریخ تھا۔ بعد ازاں ایک ترانہ پیش کیا گیا۔

ترانہ کے بعد مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی جس میں آپ نے عاجزی وانکساری، دشمنوں سے حسنِ سلوک، تربیت اولاد، والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں اسلامی تعلیمات پیش کیں۔

آخر میں مکرم لوکل امیر صاحب نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے چند پہلوؤں کا ذکر فرمایا اور دعا کروائی۔

جلسہ کے اختتام پر شاملین جلسہ میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

جلسہ کی کل حاضری 801 رہی جن میں مرد حضرات کی تعداد 421 اور خواتین کی 380 رہی۔

(طاہر محمود، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی۔ ہمبرگ)

فرانکفرٹ

ہمبرگ

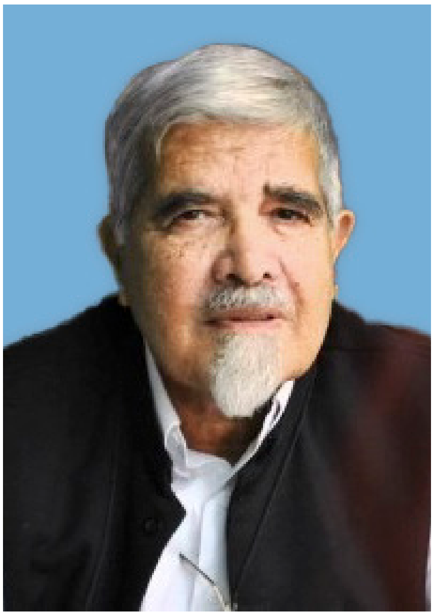

محترم پروازی صاحب کی یاد میں

(مکرم بشیر طارق صاحب۔ سسکاٹون کینیڈا)

پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی محض ایک فرد ہی نہیں، ایک دبستان علم و ہنر کا عنوان تھے۔ یا یوں کہیے کہ ایک چلتی پھرتی انجمن اور ادارہ فروغ اردو۔ ایک حربی اصطلاح کو مستعار لیتے ہوئے ہم انہیں One Man Demolishing Squad بھی کہہ سکتے ہیں جو ایک طرف تنگ نظری، جہالت اور تعصب کے خلاف نبرد آزما رہا اور دوسری طرف ہمہ گیر محبّت، علم کی روشنی، ترقی پسندانہ سوچ، اعلیٰ انسانی اقدار، Inclusivity اور ادبی جواہر پارے بلا استثناء اپنوں اور غیروں میں بانٹتا رہا۔ کلاسیکل اور جدید اردو ادب پر ان کو کامل دسترس تھی اور اس کی تعلیم وتدریس کو انہوں نے عظمت کی بلندیوں تک پہنچا دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نہایت اعلیٰ پایہ کا نثری اور شعری ادب تخلیق کر کے عملی طور پر ادب کی اس کھیتی کو اپنے خون جگر سے سیراب کیا۔ یوں وہ صرف ادبی مدرس اور مقلد ہی نہیں، ایک نامور ادبی تخلیق کار بھی ٹھہرے جس کی حالیہ مثال خود نوشت سوانح عمریوں پر ان کے تنقیدی مضامین ہیں جو پس نوشت کے عنوان سے تین جلدوں پر محیط ہیں۔ ادبی خدمات کے علاوہ وہ بنیادی طور پر ایک استاد، Mentor اور گائیڈ تھے۔ جن سے ہزاروں طلباء نے اکتساب فیض کیا جن میں پاکستان کے متعدد شہروں کے طلباء کے علاوہ جاپان اور سویڈن کے طلباء بھی شامل تھے اور کسی نہ کسی شکل میں یہ سلسلہ اُن کے تادمِ واپسیں جاری وساری رہا ؎

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

اپنی بھاری بھر کم علمی اور ادبی شخصیت ہونے کے باوجود وہ ایک شگفتہ اور Charming طبیعت کے حامل تھے اور اپنی خوبصورت باتوں اور اپنائیت سے بھرپور Mannerism سے مخاطب کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ خوش شکل، خوش لباس، خوش گفتار اور خوش کردار۔ گویا وہ ہر نوع کی خوبصورتی کا مرقع تھے۔ امتیاز راجیکی صاحب مرحوم نے خوب کہا ہے کہ پروازی صاحب مردانہ وجاہت کا نمونہ اور ہر محفل کی جان تھے۔ اُن کے اس Charm Offensive کا سب سے زیادہ شکار میرے جیسے ان کے ہزاروں شاگرد ہوتے تھے۔ وہ ایک لبرل سوچ رکھتے تھے اور اپنے عمل سے شاگردوں کو یہ باور کرا دیتے تھے کہ وہ ہر قسم کے غیر ضروری رُعب اور فاصلے کے خلاف ہیں اور استاد اور شاگرد کے درمیان آزادانہ مکالمہ کو پسند کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ایک Tool اور حکمت عملی کے تحت کرتے تا کہ ایک آزادانہ فضا میں علم ودانش کے سوتے پروان چڑھیں۔ اور ہم سب نے عملی طور پر اس کا مشاہدہ کیا۔ ان کے شاگردوں میں بہت اعلیٰ پایہ کے شاعر، صحافی اور نثر نگار پیدا ہوئے جو ان کی عظمت کی ایک زندہ جاوید مثال ہے مثلاً تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے داؤد طاہر، مبارک عابد، طاہر مجید، زکریا ورک، طاہر عارف، منور انیس، امتیاز راجیکی، خالد آفاق، سفیر الحق رامہ، چوہدری نصیر احمد، عاصم صحرائی، عرفان احمد خان اور میرے کلاس فیلو ڈاکٹر عبدالکریم خالد کا نام ذہن میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار اور شاگرد ہیں جو اس علمی وادبی کہکشاں کے ستارے ہیں جس کی داغ بیل ڈاکٹر پروازی نے ڈالی۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے ان کے شاگرد جو پی ایچ ڈی ہیں اور وہ آگے سے درجنوں لوگوں کو پی ایچ ڈی کروا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بطور استاد اور مربی آپ کا اثر اور Outreach کس قدر گہری اور کئی نسلوں پر محیط ہے اور یوں ہم اسے ایک معنیٰ میں آفاقی بھی کہہ سکتے ہیں ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں ان سے براہِ راست صرف ایف اے کے دو سال یعنی 1969-70ء کے دوران ہی پڑھ سکا۔ بی اے کے بقیہ دو سالوں میں میرا ان سے قریبی تعلق رہا۔ 1972ء میں جب میں کالج یونین کا صدر تھا اور یونین کی افتتاحی تقریب تھی۔ انہوں نے محمد عارف صاحب چیئر مین پنجاب پبلک سروس کمیشن کو مدعو کیا اور مجھے لاہور ان کو لینے کے لیے بھیجا۔ صبح کی گاڑی پر میں لاہور گیا۔ واپسی پر پروازی صاحب

کی ہدایت کے مطابق میں نے سیکنڈ کلاس کے دو ٹکٹ لئے اور بڑے احترام سے انہیں ربوہ لایا جہاں پرنسپل صاحب کی کوٹھی پر ان کی رہائش کا انتظام تھا اور صبح انہوں نے کالج ہال میں یونین کی تقریب سے خطاب کیا۔ میرا پوائنٹ یہ ہے کہ وہ طلباء کو آگے کرتے اور خود پس منظر میں رہ کر ان کی رہنمائی کرتے تا کہ ان کی عملی تربیت ہو کہ کیسے اعلیٰ شخصیات کو Deal کرنا ہے اور ان کے پروٹوکول کے معاملات کو ہینڈل کرنا ہے۔

اب کچھ بات ان کے شہرۂ آفاق لیکچر کے بارہ میں ہو جائے۔ فرسٹ ائیر میں ہماری اردو شاعری کی کتاب کا غالباً پہلا باب میر تقی میرؔ کی شاعری سے متعلق تھا جس کو وہ بڑے چاؤ اور رکھ رکھاؤ سے پڑھاتے اور اس کے اشعار کی نت نئی تشریح کرتے۔ خاص طور پر یہ غزل اور اس کے دو اشعار مجھے یاد ہیں جن پر وہ بہت وقت صرف کرتے اور ہمارے دل و دماغ کی کھڑکیاں روشن ہو جاتیں ۔

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے
نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

اسی طرح میرؔ کا ایک اور شعر مجھے یاد ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آتا تھا اور جس کی تشریح و توضیح انہوں نے بڑے اچھوتے اور خوبصورت انداز میں کی اور وہ شعر کچھ اس طرح تھا ۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

اپنے لیکچر کے دوران کسی نقطہ کو واضح کرنے کے لیے وہ یہ شعر اکثر پڑھتے ۔

انیس دم بھر کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

لالہ موجی رام موج کا ایک اور خوبصورت شعر جو مَیں نے ان سے بارہا سنا کہ

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ہجو گوئی اور ایک نوع کی عامیانہ شاعری کی روایت بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی اردو شاعری کی اور اس سے بڑے بڑے اساتذہ بھی مستثنیٰ نہیں۔ پرواز ی صاحب نے ان سے بھی ہمیں روشناس کرایا۔ وہ اکثر یہ شعر پڑھتے ؏

میں باز آیا محبّت سے اُٹھا لو پاندان اپنا

یا میرؔ کے مشہور شعر کا مصرع ہے ؏

میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جن کے سبب

چنانچہ ان کا لیکچر جس سے ہمارا دن شروع ہوتا، ایک دلچسپ اور پُرلطف تاثر لیے ختم ہوتا۔ جو ہمیں تمام دن ترو تازہ رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا پیریڈ ہر طرح

سوانحی خاکہ

مکرم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی صاحب 20 اکتوبر 1936ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا احمد خان نسیم صاحب کے بڑے بیٹے اور مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب (مفتی سلسلہ) کے داماد تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ ربوہ میں مقیم ہوگئے۔ جون 1956ء سے 1958ء تک تعلیم الاسلام کالج میں زیرِ تعلیم رہے اور بی اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ 1960ء میں یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے کیا۔ دورانِ تعلیم آپ کو قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پاس خدمت کا موقع ملا۔

1961ء میں آپ کا تقرر بحیثیت واقفِ زندگی بطور لیکچرار تعلیم الاسلام کالج میں ہوا جہاں آپ 1975ء تک اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے تدریسی خدمت بجالاتے رہے۔ بعد ازاں آپ کو کمالیہ اور فیصل آباد کے سرکاری کالجوں میں اردو پڑھانے کا موقع ملا۔ اسی دوران 1975ء تا 1979ء اوساکا یونیورسٹی جاپان میں اردو کے پروفیسر رہے۔ اسی طرح 1991ء تا 2001ء پروفیسر ریسرچ ایٹ اپسالا یونیورسٹی سویڈن میں خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو ٹی آئی کالج ربوہ میں دو اردو کانفرنسیں منعقد کروانے کی ذمہ داری نبھانے کی توفیق بھی ملی۔ آپ کی تصانیف میں درج ذیل کتب شامل ہیں۔

ذکرِ اردو، جاپان اور مَیں، بوکی کوفی کاواباتا کے ناول کا اُردو ترجمہ، جاپان کی ہائیکو شاعری کا انتخاب اور ترجمہ، جاپان کا سفرنامہ سورج کے ساتھ ساتھ، صدائے آب، ہائیکو پر تنقیدی مضامین، ہیروشیما کے المیہ کا پس منظر، احمدیہ کلچر، سرظفر اللہ خانؓ کا تحریک آزادی میں حصہ، سرظفر اللہؓ کی یادداشتیں۔

آپ نے ملک کے نامور ادیبوں اور 209 شخصیات کی سوانح عمریوں پر تنقیدی مضامین لکھے جو پس نوشت کے نام سے چار جلدوں میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر پروازی صاحب کے ان ادبی کارناموں کو ملک کے ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی اور ان کو علامہ اقبال اردو لٹریچر گولڈ میڈل کا حقدار ٹھہرایا گیا۔ جماعت کے رسائل اور اخبارات میں بھی ان کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ آپ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے عرصہ صدارت انصاراللہ کے دوران آپ جنوری تا اپریل 1980ء مدیر ماہنامہ انصاراللہ پاکستان اور 1980ء کے سال قائد اشاعت انصاراللہ مرکزیہ رہے۔

آپ کی وفات 28 ستمبر بروز جمعرات 87 سال کی عمر میں ٹورنٹو کینیڈا میں ہوئی۔ 29 ستمبر کو بعد نمازِ جمعہ آپ کی نماز جنازہ بیت الاسلام میں پڑھی گئی اور 30 ستمبر ہفتہ کے روز آپ کو احمدیہ قبرستان Brautou میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

ادارہ اخبار احمدیہ مرحوم کی بیگم صاحبہ، دونوں صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے۔ (مرتبہ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

سے Tension free ہوتا اور لوگ جوق دَر جوق اس میں شامل ہوتے۔ پروازی صاحب کی یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اردو ادب میں ہماری دلچسپی کا سہرا انہیں کے نام ہے۔

2006ء میں خاکسار اپنی اہلیہ مرحومہ کے ہمراہ ٹورنٹو گیا۔ وہاں نسیم مہدی صاحب نے ہمیں کھانے پر مدعو کیا اور پروازی صاحب سے بذریعہ فون میری بات کروائی جو ان دنوں علیل تھے۔ بڑے خوش ہوئے اور دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے نسیم مہدی صاحب مرحوم سے کہا کہ وہ ان کی کتابیں مجھے تحفۃً دیں۔ چنانچہ نسیم مہدی صاحب نے مجھے ان کی کتابیں احمدیہ کلچر اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے متعلق دو کتابیں دیں جو میرے لیے اعزاز سے کم نہ تھا کہ ایک بلند پایہ استاد اپنی تصنیف کردہ کتابیں اپنے ایک نالائق شاگرد کو بطور تحفہ عنایت کر رہا ہے۔

1989-90ء میں پروازی صاحب گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں تعینات تھے اور روزانہ ربوہ سے فیصل آباد آتے جاتے تھے۔ مَیں بھی جب تک فیصل آباد کے ایک بینک میں کام کرتا تھا اور روزانہ فیصل آباد کا سفر کرتا۔ اکثر اوقات پروازی صاحب ربوہ کے اڈہ پر بس کے انتظار میں کھڑے ہوتے اور میں وہاں سے گزرتے ہوئے فوراً ان کو اپنی کار میں بیٹھنے کی درخواست کرتا جسے وہ بخوشی قبول کر لیتے جس پر میں بے حد خوش ہوتا۔ سفر کے دوران وہ علم و حکمت کے موتی بکھیرتے اور مجھے لگتا کہ وہی فرسٹ ایئر کا پہلا پیریڈ شروع ہو گیا ہے۔ میں ان سے طرح طرح کے سوال کرتا۔ مختلف شعراء کے بارہ میں ان سے پوچھتا اور وہ دلچسپ واقعات سناتے۔ اپنے ہم عصر ادبی لوگوں کے علاوہ اپنے اساتذہ کا ذکر بڑے احترام سے کرتے۔ لاہور کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے ادیب سے ان کے ذاتی مراسم تھے۔ احسان دانش، عابد علی عابد، ڈاکٹر ارادت حسین اور اپنے محترم استاد سیّد وقار عظیم کا ذکر اور ان سے جڑے واقعات بیان کرتے۔ جس سے ہم بہت محظوظ ہوتے۔ مَیں نے

یہ زاد وہ ہے جو منزل پہ کام آئے گا

زباں پہ جب بھی محمدؐ کا نام آئے گا
حریمِ عرشِ بریں سے سلام آئے گا

یہی ہیں معنیٔ ختم الرسلؐ کہ دنیا میں
جب آئے گا تو اُسی کا غلام آئے گا

بہ فیضِ پرتوِ مہرِ جمالِ مصطفویؐ
شب آ چکے گی تو ماہِ تمام آئے گا

اُسی کے نور سے سینوں میں روشنی ہوگی
اُسی کے ہاتھ سے کوثر کا جام آئے گا

گلوں کو پیرہنِ برگِ تر عطا ہو گا
کلی کو بادِ صبا کا پیام آئے گا

یہ پانچ شعر ہیں پرویزؔ میرا زادِ سفر
یہ زاد وہ ہے جو منزل پہ کام آئے گا

(ناصر احمد پرویز پروازی)

ہم اس لیے کہا ہے کہ میرے دوست اور سینئر کولیگ میاں اسحٰق مرحوم بھی اکثر میرے ساتھ ہوتے۔ کچھ واقعات کالج سے متعلق ہوتے جن میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا ذکر بطور پرنسپل اور کبھی خلیفۃ المسیح الثالثؒ ہوتا جو ہمارے لیے ازدیاد ایمان کا باعث بنتا۔

حقیقت یہ ہے کہ محترم پروازی صاحب ربوہ اور خصوصاً لاہور کی ادبی دنیا کے درمیان ایک پُل کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے ٹی آئی کالج میں دو اردو کانفرنسیں منعقد کروا کے یہ ثابت کیا کہ لاہور کے علاوہ کراچی سے پشاور تک ادیبوں اور اہل علم تک اُن کی رسائی ہے۔ وہ ایک عظیم تہذیب اور اخوت و بھائی چارے کی علامت تھے اور انہوں نے ہم طلباء کی کئی نسلوں اور اہل ربوہ کو عمومی طور پر اس ادبی اور علمی تہذیب سے بہرہ مند کیا جو ان کا ہم سب پر احسانِ عظیم ہے۔ میں دردِ دل کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو اور ان کے اہل و عیال کا خود کفیل اور نگران ہو جائے، آمین اللّٰھم آمین۔

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

مکرم چوہدری سلیم الدین صاحب

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری سلیم الدین صاحب ابن مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب مؤرخہ 10/اکتوبر 2023ء کو بعمر 63 سال طویل علالت کے بعد وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق فرانکفرٹ کے حلقہ Ginnheim سے تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم کے دادا چوہدری عصمت اللہ خان صاحب اپنے علاقہ کے معروف زمیندار، وکیل اور سیاسی شخصیت تھے جبکہ والد محترم چوہدری صلاح الدین صاحب واقفِ زندگی تھے اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں مشیر قانونی اور ناظم جائیداد کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔

مرحوم نہایت ہر دلعزیز، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کو جماعت جرمنی میں ضیافت سمیت مختلف شعبوں میں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت محنت سے ڈیوٹی سرانجام دیتے۔ خلفائے کرام سے بہت محبّت اور پیار کا تعلق تھا۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 12 اکتوبر کو ادا کی گئی۔ اگلے روز آپ کی تدفین فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں عمل میں آئی، ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(چوہدری نعیم الدین، ہمبرگ)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم رانا وحید احمد صاحب

مکرم رانا وحید احمد صاحب یکم اگست 2023ء کو لمبی علالت کے بعد Mainz میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم یکم اپریل 1958ء کو چک 166 مراد ضلع بہاولنگر میں مکرم چودھری محمد سعید صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1992ء میں ہجرت کر کے جرمنی آ گئے۔ آپ موصی تھے اور اپنی وفات سے قبل ہی حصہ جائیداد مکمل ادا کر چکے تھے۔ اسی طرح حصہ آمد میں زائد ادائیگی کر دی تھی۔ بچپن سے ہی مسجد سے لگاؤ تھا۔ بہت دعا گو، مخلص، خلافت سے محبّت کرنے والے اور باوفا انسان تھے۔ آپ کو مقامی جماعت Mainz میں بطور امام الصلوۃ، سیکرٹری تربیت، ایڈیشنل سیکرٹری مال اور مجلس انصاراللہ میں منتظم تربیت کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

پسماندگان میں سے ایک بہن اور دو بھائی مکرم مشتاق احمد صاحب زعیم مجلس Mainz، مکرم رانا فہیم احمد صاحب ویزبادن جرمنی میں مقیم ہیں جبکہ دو اور بھائی اور ایک بہن پاکستان میں ہیں۔ مرحوم کا جسدِ خاکی 3 اگست کو پاکستان لے جایا گیا جہاں مورخہ 4 اگست کو مکرم عزیز احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ (صادق محمد طاہر)

مکرم رشید الدین صاحب

مکرم رشید الدین صاحب ابن مکرم نواب الدین صاحب آف نواب ٹرنک ہاؤس چنیوٹ مورخہ 14 اکتوبر 2023ء کو بعمر 64 سال وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

1978ء میں جرمنی آئے اور جماعت احمدیہ مہدی آباد کے اوّلین ممبران میں سے تھے۔ مورخہ 20 اپریل 1959ء کو چنیوٹ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معروف صحابی حضرت عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کی والدہ محترمہ کے نانا جان تھے جن کی وساطت سے ان کے گھرانہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ مرحوم بہت خوش اخلاق اور دوستانہ تعلقات رکھنے والے جماعت کے ایک فعال ممبر تھے۔ ہمبرگ میں جماعتی پروگراموں اور بیرون جرمنی سے آنے والے جماعتی مہمانوں کے قیام وطعام کے لئے خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ جماعت کی طرف سے سالِ نو کے موقع پر وقارِعمل کرنے والے شاملین کے لیے ناشتہ کا بندوبست کرتے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم سلیم الدین صاحب مرحوم سابق سیکرٹری ضیافت ہمبرگ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مکرم لئیق احمد صاحب منیر مربی سلسلہ نے مؤرخہ 19 اکتوبر کو مہدی آباد میں نماز مغرب وعشا کے بعد پڑھائی اور تدفین اگلے روز Norderstedt کے قبرستان میں ہوئی۔

(مکرم محمد کولمبس خان صاحب، جماعت مہدی آباد)

مکرم ضیاء الدین ضیاء صاحب

خاکسار کے ابا جان مکرم ضیاء الدین ضیاء صاحب ابن حضرت حکیم مولوی نظام الدینؓ مؤرخہ 4 اکتوبر 2023ء کو بعمر 96 سال وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمارے خاندان میں احمدیت حضرت حکیم مولوی نظام الدین صاحبؓ کے ذریعہ آئی جنہیں 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1916ء میں آپ نے زندگی وقف کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو کشمیر کے پہلے مبلغ کے طور پر کشمیر بھجوایا۔ مرحوم کی والدہ محترمہ حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب آف کپور تھلہ کی بڑی پوتی اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کی نواسی تھیں۔

ابا جان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بطور فزیوتھراپسٹ خدمت کی سعادت پائی۔ آپ نے درویش قادیان رہنے اور پاکستان میں بنوں میں تین سال تک بطور قائد اور ربوہ میں دارالعلوم شرقی میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح جرمنی میں بطور صدر جماعت و زعیم انصاراللہ خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 6 اکتوبر کو ناصر باغ میں مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور مؤرخہ 10 اکتوبر کو Wolfskelen کے قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم شارب احمد صاحب نے دعا کروائی۔

(مظفر ضیاء، لوکل امارت Riedstadt، حلقہ Wolfskelen)

مکرم بشیر احمد شاد صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم بشیر احمد شاد صاحب ابن چودھری محمد اسماعیل صاحب مؤرخہ 2 اکتوبر 2023ء کو بعمر 69 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ مؤرخہ 27 ستمبر کو پاکستان گئے تھے کہ اچانک دل کی تکلیف ہوگئی۔ آپ کو ہسپتال لے جایا گیا لیکن آپ جانبر نہ ہو سکے۔

آپ بہت شریف النفس اور جماعت کی خدمت کرنے والے تھے۔ پاکستان میں آپ کو علاوہ دیگر خدمات کے نائب قائد ضلع کراچی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ 2004ء میں جرمنی آنے کے بعد جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ آپ کو AIMS کارڈز بنانے والی ابتدائی ٹیم میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ بعدازاں آپ لوکل امارت ڈیٹسن باخ کے حلقہ Dietzenbach Mitte کے چھ سال تک صدر رہے۔ اسی طرح آپ کو جرمنی میں احمدی پناہ گزینوں کی مدد کرنے کا بھی موقع ملتا رہا۔ بوقت وفات آپ لوکل امارت میں سیکرٹری تربیت تھے۔ پسماندگان میں آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

مؤرخہ 4 اکتوبر 2023ء کو نماز جنازہ مسجد مہدی ربوہ میں پڑھائی گئی جس کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوئی۔ (محمد فیضان، جماعت ڈیٹسن باخ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

INSPIRE
Küche | Bad | Wohnen

seit 1982

inspire-interiors.de

چالیس سال سے آپ کی خدمت پر مامور، جرمنی میں آپ کا اپنا کچن سٹوڈیو

Küchen und Möbel in jeder Preisklasse – von Basic (ab 5000,- €) bis High-End
Deutschlandweite und europaweite Lieferung & Montage

Sonderaktion bis 30.11.2023

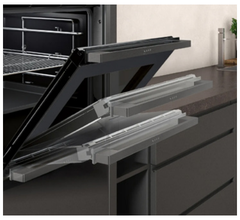

Gratis*

NEFF
KOCHEN AUS LEIDENSCHAFT SEIT 1877

Premium Backofen
Slide & Hide®
B58VT68G0

~~3.947,00 €~~
unverbindliche Preisempfehlung

Inspire Interiors
Hamburger Straße 22a
23845 Itzstedt

Inhaber
Habib Ullah Tariq

Tel: 0 45 35 - 297 290
info@inspire-interiors.de
www.inspire-interiors.de
www.deinefronten.de

*bei einem Küchenkauf ab 10.000,00 €

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 24 | ISSUE 11 | NOVEMBER 2023

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de